ماہنامہ

# آئینۂ انجمن

صفر المظفر 1447ھ، اگست 2025ء

شمارہ نمبر: 78


021 - 34993436 - 7

www.quranacademy.edu.pk

مرکزی دفتر انجمن خدام القرآن سندھ، کراچی، رجسٹرڈ B - 375 علامہ شبیر احمد عثمانی روڈ، بلاک 6، گلشن اقبال، کراچی

# آئینۂ انجمن

## اس شمارے میں


01 فرمان باری تعالیٰ و فرمان نبوی ﷺ
--- 02

02 استحکام پاکستان کا راز: وحدتِ امت
ڈاکٹر انوار علی ابرار 03

03 حمد باری تعالیٰ و نعت رسول پاک ﷺ
کاشف شکیل/اقبال عظیم 05

04 ملفوظات صدر مؤسس انجمن خدّام القرآن
ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ 06

05 اقتباس نگران انجمن خدّام القرآن
شجاع الدین شیخ 07

06 قرآن حکیم کی صرفی و نحوی تحلیل
عاطف محمود 08

07 فحاشی کیا ہے۔ (آخری قسط)
حافظ انجینئر نوید احمد رحمۃ اللہ علیہ 10

08 اتحاد امت کے لیے کرنے کے بنیادی کام (پہلی قسط)
انجینئر مختار حسین فاروقی رحمۃ اللہ علیہ 12

09 قائد کا پاکستان
سید سلیم الدین 17

10 اتحادِ امت: پاکستان کی بقا اور عالم اسلام کی فلاح
امین اللہ معاویہ 20

11 دجال اور سورۃ الکہف (ساتویں قسط)
حافظ حذیفہ محمود 25

12 انجمن خدّام القرآن کے تحت جاری سرگرمیاں
ماہانہ رپورٹ 29

13 شعبہ ملٹی میڈیا
ماہانہ رپورٹ 34

# فرمانِ الٰہی جل جلالہ و فرمانِ نبوی ﷺ

وَ اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ لَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَ تَذْهَبَ رِیْحُكُمْ وَ اصْبِرُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ ۚ﴿۴۶﴾ [الانفال]

ترجمہ: اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو، اور آپس میں جھگڑا نہ کرو، ورنہ تم کمزور پڑ جاؤ گے، اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی، اور صبر سے کام لو۔ یقین رکھو کہ اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

سیاق کلام سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ نزاع اور جھگڑوں سے بچنے کا کامیاب نسخہ بتلایا گیا ہے اور بیان اس کا یہ ہے کہ کوئی جماعت کتنی ہی متحد الخیال اور متحد المقصد ہو مگر افراد انسانی کی طبعی خصوصیات ضرور مختلف ہوا کرتی ہیں، نیز کسی مقصد کے لیے سعی و کوشش میں اہل عقل و تجربہ کی رایوں کا اختلاف بھی ناگزیر ہے۔ اس لیے دوسروں کے ساتھ چلنے اور ان کو ساتھ رکھنے کے لیے اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ آدمی خلاف طبع امور پر صبر کرنے اور نظر انداز کرنے کا عادی ہو اور اپنی رائے پر اتنا جماؤ اور اصرار نہ ہو کہ اس کو قبول نہ کیا جائے تو لڑ بیٹھے۔ اسی صفت کا دوسرا نام صبر ہے۔ آج کل یہ تو ہر شخص جانتا اور کہتا ہے کہ آپس کا نزاع بہت بری چیز ہے، مگر اس سے بچنے کا جو گُر ہے کہ آدمی خلاف طبع امور پر صبر کرنے کا خوگر بنے، اپنی بات منوانے اور چلانے کی فکر میں نہ پڑے، یہ بہت کم لوگوں میں پایا جاتا ہے، اسی لیے اتحاد و اتفاق کے سارے وعظ و پند بے سود ہو کر رہ جاتے ہیں۔ آدمی کو دوسرے سے اپنی بات منوا لینے پر تو قدرت نہیں ہوتی مگر خود دوسرے کی بات مان لینا اور اگر اس کی عقل و دیانت کا تقاضا یہی ہے کہ اس کو نہ مانے تو کم از کم نزاع سے بچنے کے لیے سکوت کر لینا تو بہر حال اختیار میں ہے۔ اس لیے قرآن کریم نے نزاع سے بچنے کی ہدایت کے ساتھ ساتھ صبر کی تلقین بھی ہر فرد جماعت کو کر دی تاکہ نزاع سے بچنا عملی دنیا میں آسان ہو جائے۔

(معارف القرآن..... مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ)

## فرمانِ نبوی ﷺ

عَنْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: إِنَّ الدِّينَ بَدَأَ غَرِيبًا وَيَرْجِعُ غَرِيبًا، فَطُوبَى لِلْغُرَبَاءِ الَّذِينَ يُصْلِحُونَ مَا أَفْسَدَ النَّاسُ مِنْ بَعْدِي مِنْ سُنَّتِي. (سنن الترمذی، رقم الحديث: 2630)

ترجمہ: حضرت عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دین اجنبی حالت میں آیا اور وہ پھر اجنبی حالت میں جائے گا، خوشخبری اور مبارک بادی ہے ایسے گمنام مصلحین کے لیے جو میرے بعد میری سنت میں لوگوں کی پیدا کردہ خرابیوں اور برائیوں کی اصلاح کرتے ہیں۔

تشریح: بلاشبہ ہمارے اس زمانے میں مسلمان کہلانے والی امت کا جو حال ہے اس پر یہ حدیث پوری طرح منطبق ہے۔ امت کی غالب اکثریت دین کی بنیادی تعلیمات سے بے خبر قبر پرستی جیسے صریح شرک میں مبتلا اور نماز و زکوۃ جیسے بنیادی ارکان کی بھی تارک ہے۔ دن رات کے معاملات خرید و فروخت وغیرہ میں حلال و حرام کی کوئی پروا نہیں ہے۔ جھوٹے مقدمات اور جھوٹی گواہی جیسے موجب لعنت گناہوں سے صرف اللہ و رسول ﷺ کے حکم کی وجہ سے پرہیز کرنے والے بہت ہی کم رہ گئے ہیں۔ علما اور درویشوں کی بڑی تعداد میں نفس پرستی اور حب جاہ و مال کی پیدا کی ہوئی وہ ساری خرابیاں دیکھی جا سکتی ہیں جو یہود و نصاریٰ کے احبار و رہبان میں پیدا ہو گئی تھیں، اور جن کی وجہ سے ان پر خدا کی لعنت ہوئی۔ ایسے فساد عام کے وقت میں جو باتوفیق بندے اصل اسلام اور رسول اللہ ﷺ کی ہدایت و سنت سے وابستہ رہیں، اور امت کی اصلاح کی فکر و کوشش میں حصہ لیں، وہ لشکر محمدی کے وفادار سپاہی ہیں۔ انہی کو اس حدیث میں غربا کہا گیا ہے، اور زبان نبوت سے ان کو شاباشی اور مبارکباد دی گئی ہے۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنْهُمْ وَاحْشُرْنَا فِیْ زُمْرَتِهِمْ

(معارف الحدیث)

# استحکامِ پاکستان کا راز: وحدتِ امت

ڈاکٹر انوار علی ابرار

امتِ مسلمہ اس وقت تاریخ کے ایک ایسے دور سے گزر رہی ہے جہاں اس کی فکری، معاشرتی اور سیاسی وحدت پارہ پارہ ہو چکی ہے۔ ایک طرف پوری دنیا میں مسلمان ظلم و استبداد کا شکار ہیں اور دوسری طرف آپس کے اختلافات نے ملتِ اسلامیہ کو کمزور کر دیا ہے۔ ایک طرف عالمی طاقتیں عسکری، فکری اور ثقافتی یلغار کے ذریعے مسلم اقوام کی وحدت کو سبوتاژ کرنے میں مصروف ہیں، تو دوسری طرف مسلم ممالک اندرونی سیاسی خلفشار، فرقہ واریت اور نظریاتی دھند میں گم ہو کر اپنی حقیقی منزل سے دور ہو چکے ہیں۔ موجودہ عالمی حالات کے تناظر میں فلسطین، کشمیر، شام، لیبیا، یمن اور افغانستان کی مثالیں اس بات کی شہادت دیتی ہیں کہ مسلمان نہ صرف مظلوم ہیں بلکہ عالمی دنیا کے لیے غیر اہم اور بوجھ بن چکے ہیں۔ یہی نہیں بلکہ اسلامی دنیا کو معاشی قرضوں، سیاسی دباؤ، بین الاقوامی میڈیا اور ثقافتی استعمار کے ذریعے ذہنی غلامی کی اس نہج پر لا کھڑا کیا گیا ہے جہاں وہ اپنی اصل پہچان سے بیگانہ ہو چکے ہیں۔ ایسے پر آشوب دور میں وحدتِ امت کا تصور محض ایک نعرہ نہیں بلکہ بقا کا نسخہ ہے۔ قرآنِ کریم نے واضح طور پر فرمایا: إِنَّ هَٰذِهِۦٓ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَٰحِدَةً وَأَنَا۠ رَبُّكُمْ فَٱعْبُدُونِ ﴿٩٢﴾ [الأنبياء: 92] ''یقیناً یہ تمہاری امت ایک ہی امت ہے، اور میں تمہارا رب ہوں، پس میری ہی عبادت کرو۔''

رسول اللہ ﷺ کی پوری زندگی وحدت، اخوت، عدل، مساوات اور اجتماعیت کا عملی نمونہ تھی۔ آپ ﷺ نے نہ صرف قبائلی تعصبات کا خاتمہ فرمایا بلکہ مہاجر و انصار، عرب و عجم، سفید و سیاہ کو ایک ہی صف میں کھڑا کر کے امتِ واحدہ کی عملی بنیاد رکھی۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے: الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ، لَا يَظْلِمُهُ وَلَا يَخْذُلُهُ وَلَا يَحْقِرُهُ، (متفق علیہ) ''مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، نہ اس پر ظلم کرتا ہے، نہ اسے بے یار و مددگار چھوڑتا ہے، نہ اسے حقیر جانتا ہے''۔

یہی تصورِ وحدت برصغیر میں تحریکِ پاکستان کی روح بنا۔ پاکستان کا قیام کسی لسانی، نسلی یا جغرافیائی بنیاد پر نہیں، بلکہ ''لا الہ الا اللہ'' کے اعلانیہ پر ہوا۔ قائد اعظم محمد علی جناح نے بارہا اس حقیقت کو بیان کیا کہ مسلمانوں کے لیے ایک علیحدہ ریاست اسی بنیاد پر ضروری ہے تاکہ وہ قرآن و سنت کے مطابق اپنی انفرادی و اجتماعی زندگی گزار سکیں۔ قیامِ پاکستان دراصل وحدتِ امت کے عملی اظہار کی ایک کوشش تھی، مگر افسوس! کہ وہی ملکِ پاکستان جس کی بنیاد ہی ''اسلام'' کے نام پر رکھی گئی تھی، آج اندرونی و بیرونی محاذوں پر شدید آزمائشوں سے دوچار ہے۔ بیرونی سطح پر فتنۂ دجال کی شکل اختیار کرتی ہوئی مغربی تہذیب اور اس کی سیاسی تنظیمیں جیسے اقوامِ متحدہ، ایف اے ٹی ایف، آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک مسلسل پاکستان کے خود مختارانہ فیصلوں کو محدود کرنے کی کوشش کر رہی ہیں۔ مختلف قوانین، بیانیوں، اور ثقافتی یلغار کے ذریعے اسلامی نظریات کو معتوب اور دینی شناخت کو مشکوک بنایا جا رہا ہے۔ سیاستدان ذاتی مفادات کی جنگ میں ملک کے آئینی اداروں کو متنازع بنا رہے ہیں، میڈیا منفی بیانیے پھیلانے میں سرگرم ہے، مذہبی طبقات باہم الجھ کر عوام میں بد اعتمادی اور بے یقینی پیدا کر رہے ہیں، اور سوشل میڈیا پر منظم انداز میں نظریۂ پاکستان، علماء دین، اور ملکی سلامتی کے اداروں کو نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ ان سب کا مجموعی اثر یہ ہے کہ پاکستانی عوام فکری انتشار، نفسیاتی دباؤ اور سماجی بد اعتمادی کا شکار ہو چکے ہیں، جو دشمن کی سب سے بڑی کامیابی ہے۔

ان تمام حالات کے مقابل، قرآن و سنت کی روشنی میں ہمیں ایک بار پھر ''امت واحدہ'' کے نظریے کو زندہ کرنا ہوگا۔ قرآن بار بار تاکید کرتا ہے:

وَلَا تَكُونُوا۟ كَٱلَّذِينَ تَفَرَّقُوا۟ وَٱخْتَلَفُوا۟ [آل عمران: 105] ''ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جنھوں نے تفرقہ ڈالا اور اختلاف کیا۔''

جب تک ہم اپنی صفوں سے تفرقہ، تعصب، کرپشن، منافقت، اور غلامانہ ذہنیت کو ختم نہیں کرتے، تب تک پاکستان بھی غیر مستحکم رہے گا اور امت مسلمہ بھی بے رہرو۔ استحکامِ پاکستان، درحقیقت امت کی وحدت ہی سے جڑا ہوا ہے۔ جب ایک قوم اپنے بنیادی نظریہ سے ہٹ جائے، اور باہمی اتحاد کی بجائے افتراق کا شکار ہو جائے، تو وہ نہ صرف اندرونی طور پر کمزور ہو جاتی ہے بلکہ خارجی قوتوں کے لیے بھی آسان ہدف بن جاتی ہے۔ قرآن

ہمیں خبردار کرتا ہے: وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ [الأنفال: 46] ''اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو، اور آپس میں جھگڑا نہ کرو، ورنہ تم بزدل ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی۔''

امت کی وحدت اور پاکستان کا استحکام دو الگ مقاصد نہیں بلکہ ایک ہی مقصد کی دو شاخیں ہیں۔ پاکستان کا استحکام صرف عسکری طاقت، سیاسی نظام یا معاشی بہتری سے حاصل نہیں ہو سکتا، جب تک قوم میں فکری ہم آہنگی، دینی وحدت، ملی شعور اور اخلاقی اقدار پیدا نہ ہوں۔ یہ اسی وقت ممکن ہے جب ہم رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان کو عملی جامہ پہنائیں: تَرَى الْمُؤْمِنِينَ فِي تَرَاحُمِهِمْ، وَتَوَادِّهِمْ، وَتَعَاطُفِهِمْ، كَمَثَلِ الْجَسَدِ، إِذَا اشْتَكَى عُضْوًا، تَدَاعَى لَهُ سَائِرُ جَسَدِهِ بِالسَّهَرِ وَالْحُمَّى (متفق علیہ)، ''تم مومنوں کو باہم رحمت و محبت و شفقت میں ایک جسم کی مانند پاؤ گے کہ اگر جسم کا ایک عضو بیمار ہو جائے تو سارا جسم بے خوابی اور بخار میں مبتلا ہو جاتا ہے۔''

پاکستان محض ایک ملک نہیں بلکہ ایک فکری ریاست ہے، ایک مشن ہے، ایک امانت ہے۔ اگر ہم واقعی امت مسلمہ کے درد کو محسوس کرتے ہیں، اور پاکستان کو ایک مستحکم، باوقار اور خود مختار اسلامی ریاست دیکھنا چاہتے ہیں، تو ہمیں اپنے آپ سے شروعات کرنا ہوگی۔ ہمیں یہ سمجھنا ہوگا کہ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ [الرعد: 11] ''اللہ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک وہ خود اپنی حالت نہ بدلے۔'' ہمیں فکری اصلاح، اخلاقی تربیت، سماجی بہتری اور دینی وحدت کی بنیاد پر ایک نئی فجر طلوع کرنی ہوگی۔

آئیں! اس یومِ آزمائش میں ہم سب مل کر عہد کریں کہ پاکستان کو استحکام دیں گے، امت کو جوڑیں گے، اور اپنی انفرادی انا کو اجتماعی وحدت پر قربان کریں گے۔ کیونکہ یہی وہ قربانی ہے جو ہمیں عزت بھی دے گی، نصرتِ الٰہی بھی، اور امت کی قیادت بھی، بقول علامہ اقبال: ؎

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لیے
نیل کے ساحل سے لے کر تابِ خاکِ کاشغر

# حمدِ باری تعالیٰ جلّ جلالہٗ

# و

# نعتِ رسولِ پاک ﷺ

میں اس جہاں سے جاؤں تری حمد کہتے کہتے — جنت میں مسکراؤں تری حمد کہتے کہتے

جب قبر کے گڑھے میں سب مجھ کو ڈال جائیں — تاریکیاں بھگاؤں تری حمد کہتے کہتے

توحید کو بسا کر اور شرک کو مٹا کر — میں دل کا نور پاؤں تری حمد کہتے کہتے

مری مدح ہو رہی ہے، عقبیٰ سنور رہی ہے — اجر و ثواب پاؤں تری حمد کہتے کہتے

قرآن میں ہیں ہر سو تیری صفات یارب! — آیات گنگناؤں تری حمد کہتے کہتے

جذبات کو مرے ہو حسن بیان حاصل — الفاظ چن کے لاؤں تری حمد کہتے کہتے

کاشف شکیل

## نعتِ رسولِ پاک ﷺ

لطف غزل بھی اپنی جگہ خوب ہے مگر — نعت نبی کا سچ ہے، مزا ہی کچھ اور ہے

جنت کی نعمتوں سے میں منکر نہیں مگر — شہر نبی کی آب و ہوا ہی کچھ اور ہے

طواف حرم کے وقت بھی تھا طیبہ دھیان میں — دربار مصطفی کی فضا ہی کچھ اور ہے

شاہی سے بے نیاز، فقیری میں سرفراز — اس در کے سائلوں کی ادا ہی کچھ اور ہے

قدموں سے ان کی جاکے لپٹ جاؤ عاصیو! — آقا کی شانِ عفوِ خطا ہی کچھ اور ہے

ملتی ہے سائلوں کو وہاں بھیک بے حساب — اس در کا اہتمامِ عطا ہی کچھ اور ہے

اقبال عظیم

ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ

# پاکستان کے بقا اور استحکام کے لوازم

ہر صاحب فہم و شعور انسان لا محالہ اسی نتیجے تک پہنچے گا کہ ملک و ملت کے استحکام ہی نہیں بقا تک کے لیے حسب ذیل چیزیں ناگزیر اور لازمی ہیں:

۱) ایک ایسا طاقتور انسانی جذبہ جو جملہ حیوانی جبلتوں پر غالب آجائے اور قوم کے افراد میں کسی مقصد کے لیے تن من لگا دینے حتیٰ کہ جان تک قربان کر دینے کا مضبوط ارادہ اور قوی داعیہ پیدا کر دے۔

۲) ایک ایسا ہمہ گیر نظریہ جو افرادِ قوم کو ایک ایسے مضبوط ذہنی و فکری رشتے میں منسلک کر کے بنیانِ مرصوص بنا دے جو رنگ، نسل، زبان اور زمین کے تمام رشتوں پر حاوی ہو جائے اور اس طرح قومی یک جہتی اور ہم آہنگی کا ضامن بن جائے۔

۳) عام انسانی سطح پر اخلاق کی تعمیر نو جو صداقت، امانت، دیانت اور ایفاء عہد کی اساسات کو از سرِ نو مضبوط کر دے اور قومی و ملی زندگی کو رشوت، خیانت، ملاوٹ، جھوٹ، فریب، ناانصافی، جانبداری، ناجائز اقرباپروری اور وعدہ خلافی ایسی تباہ کن برائیوں سے پاک کر دے۔

۴) ایک ایسا نظام عدل اجتماعی (System of Social Justice) جو مرد اور عورت، فرد اور ریاست اور سرمایہ اور محنت کے مابین عدل و اعتدال، قسط و انصاف، اور فی الجملہ حقوق و فرائض کا صحیح و حسین توازن پیدا کر دے۔

۵) ایک ایسی مخلص قیادت جس کے اپنے قول و فعل میں تضاد نہ آئے اور جس کے خلوص و اخلاص پر عوام اعتماد کر سکیں۔

تحریک پاکستان کے تاریخی اور واقعاتی پس منظر، اور پاکستان میں بسنے والوں کی عظیم اکثریت کی فکری و جذباتی ساخت، دونوں کے اعتبار سے یہ بات بلا خوف تردید کہی جا سکتی ہے کہ اِس ملک میں یہ تمام تقاضے صرف اور صرف دین و مذہب کے ذریعے اور اسلام کے حوالے اور ناتے سے پورے کیے جا سکتے ہیں۔ (استحکام پاکستان)

# اقتباسِ نگرانِ انجمن خدام القرآن، کراچی

شجاع الدین شیخ حفظہ اللہ

## اللہ کی نافرمانی اور قوم کا المیہ

آج ہمارا ملک جن حالات سے گزر رہا ہے اور ہماری قوم جن مصائب کا شکار ہو چکی ہے ان پر ہمیں غور و فکر کرنے کی ضرورت ہے۔ کبھی سیلاب آ رہے ہیں، کبھی خشک سالی کا عذاب نازل ہوتا ہے اور کبھی بارشیں ہوتی ہیں تو شہروں میں سیلاب کا منظر ہوتا ہے۔ اس کی ایک بنیادی وجہ ہماری حکومتوں اور انتظامیہ کی نااہلی بھی ہے، دریاؤں اور ندی نالوں کے کناروں پر دھڑا دھڑ مارکیٹس بن رہی ہیں، زمینوں پر قبضے کیے جا رہے ہیں، وہاں تعمیرات ہو رہی ہیں، رہائشی منصوبے بن رہے ہیں، لہٰذا جب برسات کا موسم ہوتا ہے تو پھر تباہی مچتی ہے۔ اسی طرح ڈیموں کی تعمیر کا معاملہ بھی ہے جس میں ہماری حکومتوں کی طرف سے بہت کوتاہی رہی ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ بحیثیت مجموعی ہماری قوم کی دین سے سرکشی اور اللہ کی نافرمانی بھی ایسا اجتماعی جرم ہے جس کی وجہ سے بھی کئی مصائب عذاب بن کر نازل ہو رہے ہیں۔ جیسا کہ گزشتہ دنوں کراچی کے ایک علاقے میں مسلسل 40 دن تک زلزلے کے جھٹکے محسوس ہوتے رہے۔ یہاں تک کہ لوگ گھروں سے باہر نکل کر کھلے میدانوں میں راتوں کو سوتے رہے۔ اسی طرح دیگر علاقوں میں بھی زلزلوں کے جھٹکوں کی خبریں میڈیا کے ذریعے آتی ہیں۔ اسی طرح خوف اور مہنگائی کا عذاب ہے، عالمی سطح پر جنگوں کے حالات ہیں، لیکن ہماری قوم کا مزاج یہ ہے کہ سبق سیکھنے کے لیے تیار نہیں ہے، بلکہ جب سمندر میں طوفان آنے والا ہوتا ہے تو ساحل پر جمع ہو کر موج مستی میں مگن ہوتے ہیں۔ پولیس کے منع کرنے کے باوجود سمندر میں جا کر وکٹری کے نشان بناتے ہیں۔ یعنی ہم توبہ کرنے کے لیے، اللہ سے معافی مانگنے کے لیے تیار نہیں ہے۔ جبکہ اللہ کے رسول ﷺ کا اسوہ یہ تھا کہ جب کبھی تیز ہوائیں چلتی تھیں یا گھرے بادل چھا جاتے تھے، زلزلہ ہوتا تھا تو فوراً سجدے کی حالت میں چلے جاتے تھے، اور اللہ سے گڑگڑا کر دعائیں مانگتے تھے اور توبہ و استغفار کرتے تھے۔

(ندائے خلافت، شمارہ نمبر 28۔ خطاب جمعہ: امیر محترم شجاع الدین شیخ صاحب، 18 جولائی 2025ء)

# قرآن حکیم کی منتخب سورتوں کی صرفی و نحوی تحلیل

## سورة الملک


**عاطف محمود**

ناظم تعلیم و استاذ، قرآن اکیڈمی یاسین آباد


**سورۃ الملک (آیات 29 تا 30)**

**آیت نمبر 27 :**

قُلْ هُوَ الرَّحْمٰنُ اٰمَنَّا بِهٖ وَعَلَيْهِ تَوَكَّلْنَا ۚ فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ هُوَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿٢٩﴾

ترجمہ : کہہ دو کہ وہ رحمن ہے، ہم اس پر ایمان لائے ہیں، اور اسی پر ہم نے بھروسا کیا ہے۔ چنانچہ عنقریب تمہیں پتہ چل جائے گا کہ کون ہے جو کھلی گمراہی میں بتلا ہے۔

**لغوی و صرفی تحقیق :**

| | | | | |
|---|---|---|---|---|
| الرَّحْمٰنُ | ر ح م (س) | اسم المبالغہ | صیغہ واحد مذکر | بہت رحم فرمانے والا |
| اٰمَنَّا | ء م ن (افعال) | فعل ماضی معروف | صیغہ جمع متکلم | ہم ایمان لائے |
| تَوَكَّلْنَا | و ک ل (تفعل) | فعل ماضی معروف | صیغہ جمع متکلم | ہم نے بھروسا کیا |
| تَعْلَمُوْنَ | ع ل م (س) | فعل مضارع معروف | صیغہ جمع مذکر حاضر | تم سب جانتے ہو |
| ضَلٰلٍ | ض ل ل (ض) | مصدر | صیغہ واحد مذکر | گمراہی |
| مُّبِيْنٍ | ب ی ن (افعال) | اسم الفاعل | صیغہ واحد مذکر | واضح |

**نحوی ترکیب :**

| قُلْ | هُوَ | الرَّحْمٰنُ | اٰمَنَّا | بِهٖ | وَ | عَلَيْهِ | تَوَكَّلْنَا |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| | | | فعل ماضی + فاعل (نحن) | جار + مجرور (متعلق) | | جار + مجرور (متعلق) | فعل ماضی + فاعل (نحن) |
| | | | جملہ فعلیہ (معطوف علیہ) | | حرف عطف | جملہ فعلیہ (معطوف) | |
| | مبتدا | خبر اول | خبر ثانی | | | | |
| فعل امر + فاعل (انت) | جملہ اسمیہ خبریہ (مفعول) | | | | | | |
| جملہ فعلیہ انشائیہ | | | | | | | |

| فَ | سَ | تَعْلَمُوْنَ | مَنْ | هُوَ | فِيْ | ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ |
|---|---|---|---|---|---|---|
| استینافیہ | حرف استقبال | | | | حرف جار | موصوف + صفت (مجرور) |
| | | | | مبتدا | | خبر |

| | | | | |
|---|---|---|---|---|
| | | | مبتدا | جملہ اسمیہ خبریہ (خبر) |
| | | فعل مضارع + فاعل (انتم) | جملہ اسمیہ خبریہ (مفعول) | |
| جملہ فعلیہ خبریہ | | | | |

## آیت نمبر 30:

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَصْبَحَ مَآؤُكُمْ غَوْرًا فَمَنْ يَّاْتِيْكُمْ بِمَآءٍ مَّعِيْنٍ ۝٣٠

ترجمہ: آپ (ﷺ) کہیے کہ ذرا سوچو! اگر تمہارا پانی گہرائی میں اتر جائے تو کون ہے جو تمہیں چشمے سے ابلتا ہوا پانی لا کر دیدے۔

## لغوی و صرفی تحقیق:

| | | | | |
|---|---|---|---|---|
| قُلْ | ق و ل (ن) | فعل امر | صیغہ واحد مذکر حاضر | آپ کہہ دیجیے |
| رَءَيْتُمْ | ر ء ی (ف) | فعل ماضی | صیغہ جمع مذکر حاضر | تم نے غور کیا، تم نے دیکھا |
| اَصْبَحَ | ص ب ح (افعال) | فعل ماضی ناقص | صیغہ واحد مذکر غائب | وہ ہو جائے |
| غَوْرًا | غ و ر (ن) | مصدر | صیغہ واحد مذکر | گہرائی میں اترنا |
| يَاْتِيْ | ء ت ی (ض) | فعل مضارع معروف | صیغہ واحد مذکر غائب | وہ بچاتا ہے، وہ آتا ہے |
| مَعِيْنٍ | ع ی ن (ض) | اسم المفعول | صیغہ واحد مذکر | چشمہ سے ابلتا ہوا |

## نحوی ترکیب:

| قُلْ | اَ | رَءَيْتُمْ | اِنْ | اَصْبَحَ | مَآؤُكُمْ | غَوْرًا |
|---|---|---|---|---|---|---|
| فعل امر + فاعل (انت) | ہمزہ استفہام | فعل + فاعل (انتم) | حرف شرط | فعل ماضی ناقص | مضاف + مضاف الیہ (اسم) | خبر |
| | | | | جملہ فعلیہ (شرط) | | |

| فَ | مَنْ | يَّاْتِيْكُمْ | بِ | مَآءٍ مَّعِيْنٍ |
|---|---|---|---|---|
| جزائیہ | مبتدا | | | موصوف + صفت |
| | | | حرف جار | مجرور |
| | | فعل + فاعل (ھو) + مفعول | متعلق | |
| | مبتدا | جملہ فعلیہ (خبر) | | |
| | جملہ اسمیہ (جواب شرط) | | | |
| شرط اور جواب مل کر جملہ فعلیہ ہو کر قل فعل کا مفعول | | | | |
| رأیتم فعل اپنے فاعل اور مفعول سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر قل فعل کا مفعول | | | | |
| فعل امر قل اپنے فاعل اور مفعول سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ | | | | |

# فحاشی کیا ہے۔ (دوسری قسط)

حافظ انجینئر نوید احمد رحمۃ اللہ علیہ

جامع مسجد طیبہ، زمان ٹاؤن کورنگی نمبر 4 کراچی میں محترم حافظ انجینئر نوید احمد رحمۃ اللہ علیہ کے 2 نومبر 2012ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص از سہیل راؤ صاحب، (معاون شعبہ تصنیف وتالیف)

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم اما بعد:

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَیْكُمْ لِبَاسًا یُّوَارِیْ سَوْاٰتِكُمْ وَ رِیْشًا ؕ وَ لِبَاسُ التَّقْوٰی ۙ ذٰلِكَ خَیْرٌ ؕ ذٰلِكَ مِنْ اٰیٰتِ اللّٰهِ لَعَلَّهُمْ یَذَّكَّرُوْنَ ﴿٢٦﴾ یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ لَا یَفْتِنَنَّكُمُ الشَّیْطٰنُ كَمَآ اَخْرَجَ
اَبَوَیْكُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ یَنْزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا لِیُرِیَهُمَا سَوْاٰتِهِمَا ؕ اِنَّهٗ یَرٰىكُمْ هُوَ وَ قَبِیْلُهٗ مِنْ حَیْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ ؕ اِنَّا جَعَلْنَا الشَّیٰطِیْنَ اَوْلِیَآءَ لِلَّذِیْنَ لَا
یُؤْمِنُوْنَ ﴿٢٧﴾ [الاعراف]

صدق اللہ العظیم۔

پہلی قسط میں ہم نے فحاشی کے پس منظر اور اس کے مفہوم کو قرآن وحدیث کی روشنی میں واضح کرتے ہوئے قرآن مجید میں لفظ فحاشی کی وضاحت، لباس کے احکام اور شیطان کے ایجنڈے پر تفصیل سے گفتگو کی۔ جبکہ دوسری قسط میں فحاشی کی اشاعت کرنے والے انسانوں میں سے شیطان کے ایجنٹ کون، فحاشی کی اشاعت میں ہمارا کردار اور آخر میں کرنے کا کام تفصیل سے سمجھنے کی کوشش کریں گے۔

## فحاشی کی اشاعت کرنے والے انسانوں میں سے شیطان کے ایجنٹ کون :

فحاشی کا دوسرا مفہوم یہ بھی ہے کہ شیطان کے ایجنٹ صرف جنات میں نہیں ہے بلکہ شیطان کے ایجنٹ انسانوں میں بھی ہوتے ہیں۔ اور انسانوں میں جو شیطان کے ایجنٹ ہیں وہ روپ بدل کر آتے ہیں، بھیس بدل کر آتے ہیں۔ بظاہر ہم سمجھ رہے ہوتے ہیں کہ یہ ہماری خدمت کرنے والے ہیں، ہمیں خوش کرنے والے ہیں، تفریح فراہم کرنے والے ہیں، یہ فنکار ہیں، یہ گلوکار ہیں، یہ کھلاڑی ہیں، لیکن حقیقت کے اعتبار سے وہ شیطان کے ایجنٹ ہوتے ہیں، اور ان سب کا مشن یہی ہوتا ہے کہ کسی طرح سے تمہارا لباس اتروایا جائے۔ لہذا رفتہ رفتہ آپ دیکھ رہے ہیں کہ ان شیطان کے ایجنٹوں نے لباس اتارنے کے حوالے سے کتنی پیش رفت کرلی ہے۔ رفتہ رفتہ ہمیں کم سے کم لباس کا عادی بنا چکے ہیں۔

ایک زمانہ وہ تھا کہ ہندوستان میں جب عورتیں گھروں سے نکلتی تھیں، اور ٹانگہ میں بیٹھتی تھی تو چادریں تانی جاتی تھی تاکہ کوئی ان کو دیکھ نہ لے۔ گھر سے لے کے ٹانگہ تک چادر ہے، اور عورت چھپ کے ٹانگہ میں داخل ہورہی ہے۔ لیکن رفتہ رفتہ پہلے یہ سلسلہ ختم ہوا، اس کے بعد کچھ عرصے تک برقعہ تھا، پھر برقعہ ختم ہوا، تو پھر چادر آگئی، چادر پھر رفتہ رفتہ جاتی رہی، اور ڈوپٹہ آگیا، ڈوپٹہ پھر سر سے اتر کر گلے کا ہار بن گیا۔ گلے سے اتر کر کندھے پر ڈال لیا گیا، اور پھر دوپٹہ رخصت ہوگیا، پھر اس کے بعد رفتہ رفتہ ہاف آستین کے لباس آگئے۔ اب رفتہ رفتہ عادی کرلیا ہے سلیولیس لباس کا، پورے بازو پر لباس ہے ہی نہیں، اور اب اس کے بعد رفتہ رفتہ مزید گلہ اس کو بھی برہنہ کیا جا

رہا ہے ۔ یہ شیطان کا پورا ٹولہ ہے ، یہ ڈریس ڈیزائنرز ہیں ، یہ میڈیا ہے ، چاہیے الیکٹرانک میڈیا ہو، پرنٹ میڈیا ہو جو کوئی بھی اس فحاشی کو پھیلا رہے ہیں ، وہ سب کے سب شیطان کے ایجنٹ ہیں ، شیطان کا ٹولہ ہیں ۔

فحاشی کی اشاعت میں ہمارا کردار :

ناراض مت ہوئیے گا اس فحاشی کی اشاعت میں ہمارا بھی حصہ ہے ۔ اگر شیطان کے ایجنٹ بیہودہ مناظر فلم بناتے ہیں ، بیہودہ ڈرامے بناتے ہیں ، بیہودہ گانے لکھتے ہیں ، انہیں کمپوز کرتے ہیں ، ان کی دھنیں بناتے ہیں ۔ لیکن اس ساری کی ساری بے غیرتی کو اپنے گھروں میں لانے والے ہم خود ہیں ! لہذا ہم سب اس جرم میں شریک ہیں ۔

پشاور ہائی کورٹ کے جج صاحب نے ایک درخواست جو فحاشی کے خلاف تھی صرف یہ کہہ کر خارج کر دیا کہ ''جس کو فحاشی پسند نہیں وہ اپنے ٹیلی ویژن بند کر دے ''۔

تو ان کی یہ بات ایک لحاظ سے درست ہے کہ اپنے گھر پر تو تم خود لے کر آئے ہو نہ اس بے حیائی کو۔ جج صاحب کے اس فیصلے سے مجرموں کا جرم کم نہیں ہوا، وہ جرم ان کا اپنی جگہ برقرار ہے ۔ لیکن میرے گھر میں اگر یہ بیہودہ مناظر دیکھے جا رہے ہیں ، میں اپنی اولاد کو، اپنی عورتوں کو اگر یہ گندگی دکھا رہا ہوں ، تو اس کا مجرم میں ہوں ۔

اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد سورۃ النور آیت نمبر 19 :

اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

بے شک جو لوگ یہ پسند کرتے ہیں کہ فحاشی کی اشاعت ہو فحاشی پھیلے اہل ایمان میں ،

لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۙ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۭ

ان کے لیے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے ۔

دنیا میں بھی سکون سے محروم ہوتے ہیں ، موت کے وقت بھی سخت تکلیف جھیلتے ہیں ، اور بڑا عذاب تو آخرت کا ہے ۔

کرنے کا کام

قاضی حسین احمد صاحب کا یہ اقدام قابل تحسین ہے کہ انہوں نے سپریم کورٹ میں اس مسئلہ کے حوالے سے درخواست دی ، اللہ انہیں اس کا اجر عطا فرمائے ۔

انصار عباسی صاحب جنگ میں اس حوالے سے آواز اٹھا رہے ہیں ، بہت اچھے کالم لکھ رہے ہیں ، اللہ تعالیٰ ان کو بھی اس کا اجر عطا فرمائے ۔

ہمیں بھی اس حوالے سے جس فورم پر موقع ہو آواز اٹھانی چاہیے ، اور کوشش کرنی چاہیے کہ جہاں ہمارا اختیار ہے وہاں پر ہم فحاشی کا راستہ روکیں ، اپنے گھر کے ماحول کو پاکیزہ بنائیں ، ہمارے گھر پہ کوئی موسیقی نہ ہو، کوئی بیہودہ مناظر نہ ہو، کوئی بیہودہ رسالے ، بیہودہ اخبارات نہ آتے ہوں ۔

دوسرا یہ ہے کہ ہم کسی اجتماعیت میں شامل ہو کر منظم انداز سے کوشش کریں تا کہ اس فحاشی کا قلع قمع ہو۔ معاشرتی سطح پر بھی اور اس کے علاوہ ہر سطح پر اللہ تعالیٰ کے احکامات جاری و ساری ہو جائیں ۔

اللہ تعالیٰ ہم سب پر اپنا فضل و رحمت فرمائے ، درج بالا ہدایات پر عمل کی توفیق دے ۔ آمین

# اتحادِ امت کے لیے کرنے کے کام (پہلی قسط)

انجینئر مختار حسین فاروقی رحمۃ اللہ علیہ

بانی قرآن اکیڈمی جھنگ

مسلمانانِ عالم کا اتحاد و اتفاق ہر مخلص اور دردمند مسلمان کے دل کی آرزو ہے اور اس کے لیے وہ عملاً اپنی سی کوشش بھی کرتا رہتا ہے۔ تاہم فی الواقع کئی صدیوں سے یہ کام ایک خواہش سے آگے نہیں بڑھ سکا۔ عالمی اتحاد سے ذرا نیچے ملکی سطح پر مسلمانوں کے اتحاد کی جتنی ضرورت پاکستان کے مسلمانوں کو ہے اتنی شاید کسی اور مسلمان ملک کو نہیں۔ گزشتہ چھ سات عشروں میں بیسیوں مسلمان ممالک آزاد ہو کر اقوام متحدہ یا OIC کے ممبر بن چکے ہیں تاہم پاکستان کے مسلمانوں کا عالمی اسلامی اتحاد میں بڑا بنیادی اور اہم کردار ہے۔

پاکستان کے علاوہ دیگر اسلامی ممالک عوامی سطح پر مذہب کے علاوہ بھی اتحاد و یگانگت کی کوئی نہ کوئی بنیاد رکھتے ہیں جس پر خطرات اور مشکل حالات میں وہ کھڑے رہ سکتے ہیں۔ مثلاً ترکی، مصر، اردن، شام ایک لسانی اور نسلی و لسانی وحدت رکھتے ہیں، بنگلہ دیش میں زبان عوام کو اکٹھا رکھنے والا عنصر ہے عرض کہیں تاریخ، کہیں جغرافیہ، کہیں زبان، کہیں قوم اور کہیں نسل کا اشتراک کسی ملک کے عوام کو باہمی متحد رکھنے اور اتفاق پیدا کرنے کے لیے کام دے جاتا ہے۔ ان مسلمان ممالک میں اسلام کا معاملہ ذرا کمزور بھی ہو جائے اور جیسا کہ ہے تب بھی یہ ممالک اپنی جگہ سیاسی سطح پر اپنا وجود برقرار رکھنے میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔ جبکہ پاکستان واحد مسلمان ملک ہے کہ اس کے بارے میں جس نقطہ نظر سے بھی تجزیہ کریں گے نتیجہ یہی سامنے آئے گا اس ملک کو کوئی بنیاد بھی میسر نہیں ہے سوائے اسلام کے۔ پاکستان کے عوام کے درمیان نہ لسانی اشتراک ہے (اردو آج تک قومی زبان نہیں بن سکی)، نہ ثقافتی اشتراک ہے، نہ طویل تاریخ ہمارے ملک کی بقا و سلامتی کی ضامن ہے۔ 14 اگست 1947ء سے پہلے پاکستان نام کا کوئی ملک دنیا میں نہیں تھا۔ نہ جغرافیہ ہمارے ملک کا دفاع کر سکتا ہے مشرقی سرحد کھیتوں اور ریگستانوں پر مشتمل ہے جہاں ریت کے ٹیلے صبح ادھر اور شام ادھر ہوتے رہتے ہیں، نہ ہی پاکستان میں کوئی ایک نسل آباد ہے کہ اس کی بنا پر ہمارے اندر اتحاد و اتفاق کا جذبہ پیدا ہو سکے۔ مسلمانان پاکستان کو جو چیز اکٹھے رکھے ہوئے ہے اور اکٹھا رکھ سکتی ہے وہ ہے ہمارا مذہب، اسلام۔

اسی مذہب کی بنیاد پر یہ ملک پاکستان بنا تھا کہ ہندوستان میں مسلم اور غیر مسلم دو قومیں ہیں مسلمانوں کی اپنی تہذیب، ثقافت، تہوار، کھانے، لباس، عبادات، اعتقادات اور طرز زندگی ہے۔ جبکہ غیر مسلم یا ہندو ایک دوسرے مذہب کے پیروکار ہونے کے ناطے ان سب چیزوں میں الگ ہیں۔

مذہب کی بنیاد پر ہی پاکستان معرض وجود میں آیا تھا اور مذہبی جذبے کے پروان چڑھنے ہی کی وجہ سے اس ملک میں استحکام آ سکتا ہے اور اسی جذبے کی فراوانی سے ہی اس ملک کے عوام میں اتحاد و یگانگت پیدا ہو سکتی ہے اور یہ بات بلاخوف تردید کہی جا سکتی ہے کہ اگر پاکستان کے عوام اسلام کی بنیاد پر اتحاد و اتفاق کا مظاہرہ اقوام عالم کو دکھا سکیں تو کم از کم عالم اسلام کے مسلمانوں میں لازماً اتحاد اور مسلم ریاست ہائے متحدہ کا خواب شرمندہ تکمیل ہو سکتا ہے۔ USM (UNITED MUSLIM STATES) یا USI (UNITED STATES OF ISLAM)

برطانوی ہند کے مسلمانوں کا یہ اسلامی جذبہ ہی تھا جس نے تاریخ انسانی کے سیاسی معجزہ یعنی قیام پاکستان کو ممکن بنا دیا بغیر جنگ اور اسلحہ کے استعمال کے ایک عظیم مسلمان سلطنت کا وجود میں آ جانا معجزہ سے کم نہیں اس جذبہ نے بعد میں بھی تحریک ختم نبوت اور تحریک نظام مصطفیٰ جیسے موقعوں پر ابھر کر دنیا کو ورطہ حیرت میں ڈال دیا تھا تاہم اب یہ جذبہ وقت کے ساتھ سرد پڑتا جا رہا ہے۔

پاکستان میں سیاسی سطح پر ماضی میں کئی اتحاد بنے اور وقتی طور پر چھا گئے مگر جتنی جلدی آئے تھے اتنی جلدی ہی غائب بھی ہو گئے۔ ان اتحادوں

سے بلاشبہ آمروں کی رخصتی اور ناپسندیدہ حکومتوں کی چھٹی کرانا اور مطلق فوجی حکمرانوں کا دیس نکالا جیسے اہم امور سامنے آئے تاہم کبھی ان اتحادوں سے مثبت کام سامنے نہ آسکا۔ حقیقت یہی ہے کہ یہ اتحاد منفی جذبہ سے ہی بنے اور منفی کام کرکے ختم ہو گئے۔ کامیابی یا مثبت تبدیلی کے حصول کے لیے تو ایک اتحاد کی ضرورت ہے جو مثبت بنیادوں پر تشکیل دیا جائے تاکہ اس کی بنیادیں حقیقی اور دیرپا ہوں اور اس کے ثمرات بھی یقینی اور حقیقی ہوں۔

ملک عزیز پاکستان کے جو سیاسی حالات ہیں اس میں تمام دردمند مسلمان اور زعمائے امت ایک اتحاد کے امکان کا عندیہ دے رہے ہیں اور اس کے امکان پر گفتگو جاری ہے اور اس کے خدوخال تراشنے میں بھی کچھ دانشور اور اہل قلم حضرات یقیناً مصروف ہوں گے۔ ہمارے نزدیک مستقبل کے کسی حقیقی اتحاد کی داغ بیل ڈالتے ہوئے ہمیں ماضی کے اتحادوں کی ناکامیاں، کوتاہیاں اور بے تدبیریاں سامنے رکھنی چاہیں اور حقائق کی بنیاد ہی سے کسی نئے اتحاد کی داغ بیل ڈالنی چاہیے۔

موجودہ حالات میں ہمارے نزدیک مسلمانان پاکستان کے اتحاد کے لیے دو سطح پر کام کرنے کی ضرورت ہے۔ آئندہ جب بھی اس تحریر میں ہم اتحاد لفظ استعمال کریں گے تو ہمارے نزدیک اس لفظ ''اتحاد'' سے مراد مسلمانان پاکستان کی ایک ایسی کیفیت ہے جس میں

*ہم بلا لحاظ فقہی اختلاف اکٹھے کھڑے ہوں جیسے حرمین شریفین میں ایک ہی صف میں کھڑے نظر آتے ہیں، اس طرح یہاں بھی ہماری نمازیں اس بات کا ثبوت ہوں۔

*ہمارے دل کافی حد تک ایک دوسرے کے خلاف نفرت سے پاک ہوجائیں، حتیٰ کہ پاکستان کے اندر بسنے والے امن پسند غیر مسلموں کے لیے بھی محبت و امن کے جذبات کا اظہار سامنے آسکے۔

*قیام پاکستان کے وقت کا دو قومی نظریہ ہمارے مجموعی کردار سے ظاہر ہو کہ مسلمان قوم، اللہ وحدہ لاشریک کو مانتی ہے، تمام ابنیا کو مانتی ہے اور حضرت محمد ﷺ کی پیروکار ہے، قرآن مجید کی حامل ہے۔ اپنی الگ منفرد تہذیب و ثقافت، لباس اور تہوار رکھتی ہے۔

جبکہ غیر مسلم اپنے عقائد، رسومات اور عبادات کے طریقوں کی بنا پر مسلمانوں سے الگ قوم ہیں، اجتماعی معاملات میں یہ دو قومیں الگ الگ محسوس ہونا چاہییں، یہ دو قومی نظریہ ایک زندہ حقیقت ہونی چاہیے۔

*مسلمانوں کے اندر اپنے مسلمان ہونے پر فخر کا جذبہ ہونا چاہیے اور حضرت محمد ﷺ کے غلام ہونے کو دنیا کے ہر بڑے سے بڑے اعزاز سے بڑا اعزاز سمجھنا ضروری ہے۔

*اسلام کے مقابلے میں رنگ، نسل، زبان، علاقہ، پیشہ غرض ہر عصبیت ہیچ اور غیر اہم ہو جائے۔

*مسلمانان پاکستان اپنے آپ کو اسلام کی اجتماعی تعلیمات یعنی عدل وانصاف، مساوات، عدل اجتماعی اور کفالت عامہ کے اصولوں کے مطابق ڈھالنے کا ارادہ کرلیں اور اس کے راستے کی ہر رکاوٹ کو دور کرنے کے لیے ہر قربانی دینے پر آمادہ ہوجائیں۔

ایسے اتحاد امت کے لیے ہمارے نزدیک دو کام یا دو سطحوں پر کام کرنا ضروری ہے۔ ان دو کاموں میں سے پہلا کام یہ ہے کہ تحریک پاکستان میں شامل طبقات، ادارے اور اجتماعیتوں کو اس جذبے کی اہمیت کو سمجھنا اور اپنے ساتھ وابستہ افراد میں اس جذبہ کو از سر نو پیدا کرنے کی سعی کرنا ضروری ہے۔ تحریک پاکستان کے نتیجے میں پاکستان معرض وجود میں آیا۔ لہٰذا اب اس ملک کو ساحلِ مراد تک پہنچانے کا کام بھی اس تحریک کی باقیات کو ادا کرنا چاہیے، یہ طبقہ بیدار ہوگا تو اور طبقات بھی اس کے ہم نوا بن جائیں گے، تاہم اس طبقہ کو ہراول دستہ بننا ہوگا۔

*اس اہم کام کے لیے عملاً پاکستان کی آزادی کا دن سال میں دو دفعہ 14 اگست اور 27 رمضان المبارک کو جذبے اور شوق سے منانے کی ضرورت ہے۔ اور یہ کام غیر سرکاری سطح پر ہوگا، اس مشن کے لیے جن مختلف طبقات کو اس سلسلے میں اپنا فرض ادا کرنا ہے، ان میں سے چند حسب ذیل ہیں:

رجال دین یعنی طبقہ علما

مولانا احمد رضا خان صاحب جو بریلوی مکتب فکر کے امام ہیں ان کے شاگرد رشید مولانا نعیم الدین مراد آبادی بنفس نفیس تحریک پاکستان میں شریک رہے، انہیں کے شاگرد رشید تھے مولانا مفتی محمد حسین نعیمی جنھوں نے جامعہ نعیمیہ لاہور کی بنیاد رکھی۔ یہ سلسلہ تعلیم و تدریس اور اس سے فارغ

التحصیل ہزاروں افراد اپنے متعلقین کو تحریک پاکستان، اس کے مقاصد جلیلہ اوران کے پیچھے جذبہ اور شوق کا احساس دلائیں اوران مقاصد کے حصول کے لیے اب کرنے کا کام لوگوں پر واضح کریں اوراس کے لیے آگے کیا کرنا ہے، تحریک پاکستان کا سا جذبہ دوبارہ دلوں میں پیدا کریں اس سمت میں ان حضرات کو بھرپور توجہ کرنا چاہیے۔

اگر پاکستان میں اسلام کی آبیاری کرنا ہے اور اتحاد امت کے لیے کام کرنا ہے توان حضرات کو اپنے اپنے حلقہ میں اپنے وابستگان کو:

* تحریک پاکستان کی تاریخ سے آگاہ کرنا چاہیے۔

* تحریک کے مقاصد سے آگاہی دینی چاہیے۔

* تحریک پاکستان کا سا جذبہ بیدار کرنا چاہیے اور اتحاد امت کا درس دینا چاہیے۔

* اسلامی ریاست کے معنی، اس کا قیام اوراس کا طریقہ کار پر بھرپور مقالے سیمینار، محاضرات اور تصنیفات کا سلسلہ جاری کرنا چاہیے۔

* اپنے حلقوں میں یوم پاکستان بھرپور طریقے پر منانا چاہیے اور عوامی جذبات کو اس مقصد کے لیے بیدار کرنا چاہیے۔

طبقہ صوفیا

صوبہ سرحد اور صوبہ پنجاب کے اہل دل اور صوفیانہ خیالات کے حامل رجال دین نے بھی تحریک پاکستان میں والہانہ حصہ لیا، ان میں سرخیل تھے پیر سید جماعت علی شاہ، پیر سید قمر الدین سیال شریف، پیرم آف مکھڈ شریف، پیر آف زکوڑی شریف وغیرہ وغیرہ ان طبقات کی از سر نو بیداری وقت کا تقاضا ہے، یہ سارے طبقات اس طرح جاگیں کہ تحریک پاکستان کا تذکرہ ان کے ہر بچے، ہر جوان اور ہر بوڑھے، مرد عورت کی زبان پر ہو، ان کے ہاں اپنی محفلوں اور نشستوں میں پاکستان کے مقاصد اور 'پاکستان کا مطلب کیا، لاالہ الہ اللہ' کا بار بار تذکرہ ہو، ان مقاصد کے تاحال عدم حصول پر دکھ ہو، اور آئندہ کے لیے جوش جذبہ اور ولولہ۔

دیوبندی علما

دارالعلوم دیوبند سے وابستہ حضرات میں نمایاں ترین شخصیت صاحبِ تفسیر عثمانی مولانا شبیر احمد عثمانی تھے علاوہ ازیں ان میں کراچی کے حضرت مفتی محمد شفیع صاحب اور مولانا ظفر احمد عثمانی صاحب تھے۔ اب ان کی آگے اولادیں ہیں دارالعلوم کراچی عظیم درسگاہ ہے، بنوری ٹاؤن کا مدرسہ ہے۔ مولانا اشرف علی تھانوی صاحب کا حلقہ تو مجموعی طور پر تحریک پاکستان کے ساتھ آگیا تھا۔ تھانوی حلقہ کے بظاہر نمائندے تو مولانا احتشام الحق تھانوی تھے، ان کا مدرسہ (ٹنڈو الہ یار سندھ) میں ہے، اور وہاں ان کے شاگرد ہیں۔ جنہیں اس سلسلے میں تحریک کے جذبے کی آبیاری کرنا چاہیے اور وہ تمام کام جو اوپر ایک اور طبقہ علما کے لیے درج ہوئے وہ سارے کرنے چاہئیں۔ دارالعلوم کراچی اور عثمانی حضرات کو بھی اس تحریک کو OWN کرنا چاہیے، چونکہ دارالعلوم کراچی کا نام عالمی سطح کے اداروں میں ہوتا ہے۔ لہذا اس ادارے کو ''اسلامی ریاست کیا ہوتی ہے، اس کے خدوخال دور حاضر کی اسلامی ریاست، اسلامی ریاست کا قیام، اسلامی ریاست کے قیام کا طریق کار، کفالت اور دیگر اسلامی ریاست'' جیسے موضوعات پر سیر حاصل لٹریچر پیدا کرنا چاہیے، تصنیفات کی کثرت سے ذہنوں میں بیداری آتی ہے۔ نیز اس سلسلے میں ایک مسابقت کی کیفیت اور شعور کی بیداری کے لیے مقابلہ، مضامین نویسی یا ان موضوعات پر تصنیفات پر معقول انعامات کا سلسلہ جاری کرنا چاہیے۔

دیوبندی صوفی طبقات

حلقہ دیوبند کے جو صوفی طبقات ہیں، وہ نقشبندی سلسلہ سے وابستہ ہیں، یا اکثر حضرات حضرت تھانوی صاحب کے عقیدت مند ہیں۔ حضرت تھانوی کی عقیدت میں تمام تھانوی اور اشرفی حضرات کو بھی تحریک پاکستان کی افادیت اس کے مقاصد کی آبیاری اوران مقاصد کے حصول کے لیے بھرپور کوششیں کرنی چاہئیں، اور اپنی اپنی خانقاہوں میں ریاست، دور حاضر کی اسلامی ریاست اور اسلامی ریاست کے قیام کا طریقہ جیسے موضوعات پر اظہار خیال کو عام کرنا چاہیے اور اسے اپنے سلسلہ مریدین کو اس کی اہمیت واضح کرنی چاہیے اور خلافت اور کفالت عامہ کے تصورات کا چرچا کردینا چاہیے۔

## وکلا برادری

پاکستان کے بانیان میں سے علامہ اقبال اور قائد اعظم محمد علی جناح خود وکالت کے پیشہ سے متعلق تھے، اور اس میں کوئی شک نہیں کہ اسلامی ریاست کے قیام میں بھی اس طبقہ کی اہمیت واضح ہے۔ قیام پاکستان میں بھی انہوں نے بھرپور حصہ لیا اور اب آئندہ بھی پاکستان کو اسلامی ریاست بنانے میں اس طبقہ کا بڑا کردار ہوگا۔ چیف جسٹس کی حالیہ تحریک نے مجموعی طور پر اس طبقہ کے خلوص، جذبہ اور ایثار و لگن پر مہر تصدیق ثبت کر دی ہے۔

اس طبقہ کی اہمیت اس وجہ سے بھی ہے کہ اسلامی ریاست کے قیام میں سب سے اہم شعبہ اسلامی قانون کا ہوگا اور قانون دان حضرات ہی قانون کے شعبے کو سنبھالیں گے۔ پھر موجودہ مغربی ظالمانہ قانون اور طریقہ تفتیش و قیدیوں کی نگہداشت وغیرہ چونکہ غیر اسلامی ہے اس کو اسلام کی تعلیمات کے ساتھ ہم آہنگ کرنے کے لیے کہاں کہاں تبدیلی کی ضرورت ہے، وہ ماہرین قانون ہی بتا سکتے ہیں۔ لہٰذا اس طبقہ وکلا سے میرے نزدیک پاکستان کو اسلامی ریاست بنانے کے سلسلے میں بڑی توقعات اور امیدیں وابستہ ہیں، اور منبر و محراب سے وابستہ حضرات سے زیادہ ہیں۔ کاش اس طبقہ سے پھر کوئی اقبال اور محمد علی جناح پیدا ہو جائے۔

نہ اٹھا پھر کوئی رومی عجم کے لالہ زاروں سے
وہی آب و گل ایراں وہی تبریز ہے ساقی

اس طبقہ کے کرنے کا کام یہ ہے کہ وہ بار کی سطح پر پاکستان، تحریک پاکستان اور قیام پاکستان کو OWN کریں اس کا تذکرہ، سیمینار، محاضرات کا سلسلہ جاری کریں۔

سب سے اہم کام یہ ہے کہ اگر پاکستان کو دور حاضر کی اسلامی ریاست بنانے کے عنوان پر تصانیف کا مقابلہ منعقد کریں اور اس سلسلہ میں گرانقدر انعامات مقرر کریں، تو ایک صحتمند مسابقت کے ساتھ صحت مندانداز تحقیق و جستجو کا سلسلہ آگے بڑھ سکتا ہے۔ اس سے حقیقت کا شعور عام ہوگا اور اسلامی ریاست سے متعلق مختلف موضوعات پر آراء سامنے آئیں گی، تو صحیح رائے تک پہنچنا آسان ہوگا۔

## علامہ اقبال کا مدح خواں طبقہ

پاکستان کا نام آئے یا تحریک پاکستان کا اور علامہ اقبال کا نام اور تذکرہ نہ ہو یہ ممکن ہی نہیں۔ علامہ اقبال کے کلام ہی نے برطانوی ہند میں آزادی کی تڑپ پیدا کی اور مسلمانوں میں غلامی کی زنجیریں توڑنے اور ''ممولے کو شہباز'' سے لڑانے کا جذبہ پیدا کر دیا۔

علامہ اقبال کے مدح خوانوں کی کمی نہیں، ان کے کلام کے عاشقوں کی بھی کثرت ہے، ہر شعبہ زندگی اور ہر مکتب فکر میں عام ہیں۔ تاہم ان کا اٹھے ہو کر ہر شہر اور قریہ قریہ کوئی کام کرنا یہ اچھنبے کی بات ہے۔

تحریک پاکستان کا جذبہ بیدا کرنا ہے، اور ''آزادی'' کا حقیقی جذبہ پیدا کرنا ہے، اور پاکستان کو حقیقی اسلامی ریاست بنانا ہے، تو اس طبقہ کو بھی آگے بڑھنا ہوگا۔ ہر وہ شخص جو اپنے دل میں علامہ اقبال کا قدردان ہے اور ان کے کلام کی عظمت کا معترف ہے، اسے اپنے گردوپیش میں اپنے ہم خیال لوگوں کو تلاش کر کے مختلف فورم بنانے ہوں گے اور ''بزم اقبال'' طرز کی محفلیں سجانا ہوں گی تاکہ عوام کے دلوں تک رسائی حاصل کر کے اسلامی جذبے کو دلوں میں تازہ کیا جاسکے۔ مرکزیہ مجلس اقبال کا کام قابلِ ستایش ہے وہ اس سلسلہ کو پورے ملک میں پھیلا سکتی ہے، ان کے ہاں سالانہ اجلاسوں میں پاکستان کو دورِ حاضر کی اسلامی ریاست بنانے کے لیے ناگزیر لوازم کا تذکرہ ہونا چاہیے اور عملی اقدامات کے لیے تجاویز سامنے لانی چاہئیں تاکہ قوم کی رہنمائی ہو سکے۔

## مسلم لیگ

مسلمانوں کی وہ سیاسی جماعت جو 1906ء میں ڈھاکہ میں بنی اور قائد اعظم محمد علی جناح نے اس کی قیادت کر کے پاکستان کا حصول ممکن بنا دیا۔ اس جماعت نے قیام پاکستان کے بعد کئی روپ بدلے ہیں اور اب اس کی شکل بھی پہچانی نہیں جا رہی۔ ہر فوجی حکمران نے مسلم لیگ کو اپنایا اور اس کے ایک حصے کو وقتی طور پر اقتدار میں شامل کر کے باقی زندگی کسی کام کا نہ چھوڑا۔ تاہم، آج بھی پاکستان کو عملاً موجودہ سیاسی ابتری کی حالت سے ایک جدید اسلامی فلاحی جمہوری ریاست میں ڈھالنے کے کام کو مسلم لیگ سر انجام دے سکتی ہے۔ مگر اس کے لیے پاکستان کی سطح پر کسی اتحاد سے پہلے

تمام مسلم لیگیوں کا 'اتحاد' ضروری ہے۔ گویا بظاہر ناممکن نظر آتا ہے، مگر حقیقتاً ناممکن نہیں خلوص شرط ہے۔

اس مضمون کے مندرجات کی حد تک جو بھی سیاسی کارکن اور سیاسی لیڈر اپنے آپ کو کسی مسلم لیگ میں شامل سمجھتے ہیں۔ انہیں:

(1) خود ایک اچھا مسلمان بننے کی کوشش کرنی چاہیے۔ (2) اس کے کردار و عمل میں قائداعظم کی سی صداقت و بیباکی اور علامہ اقبال کی سی سوچ اور جذبہ ہونا چاہیے۔ (3) اس بات کا شعور کہ تحریک پاکستان کیوں برپا ہوئی، دو قومی نظریہ کیا تھا، آج اس کی کیا عملی تفسیر ہے، اس بات کا فہم مسلم لیگی کے لیے ضروری ہے۔ (4) 'پاکستان کا مطلب کیا؟ لاالٰہ الااللہ' کی ذمہ داریاں سمجھنے اور ان کو ادا کرنے کی فکر کرنا چاہیے۔ (5) موجودہ پاکستان کو جدید اسلامی فلاحی جمہوری ریاست میں بدلنے کے معنی، تقاضے، کرنے کا کام اور ذمہ داریاں، ایسی تفاصیل ہیں جو ہر مسلم لیگی کارکن اور جوان کو ازبر ہونی چاہیے۔

ان امور کی نگہداشت، مسلم لیگ کے ہر دعویدار کارکن اور لیڈر کو دوسروں کے لیے نمونہ بننے کی کوشش کرنا چاہیے، عوامی سطح پر ہم تو صرف اور صرف اس حصے کو 'اصلی، تے، وڈی' مسلم لیگ قرار دیں گے، جس کے کارکنوں کی اکثریت اوپر درج اوصاف کی حامل نظر آئے گی۔ سیاسی سطح پر یہی کہا جاسکتا ہے کہ مسلم لیگیوں نے اس ملک سے جتنا فائدہ اٹھایا ہے، ان کی اگلی نسلوں کو اس ملک کی بہتری کے لیے اب پاکستان کو واقعی اسلامی ریاست بنانے میں کردار ادا کرنا چاہیے۔

اوپر تذکرہ کردہ تمام اہم طبقات وہ تھے جو عملاً پاکستان بنانے میں شریک رہے اور ان کی گھٹی میں پاکستان کے قیام کا جذبہ رواں دواں ہے اور ماں باپ سے بچپن ہی سے پاکستان بننے کے لیے جو قربانیاں دی گئیں ان کا تذکرہ سنتے اور پڑھتے آرہے ہیں۔

اب ذکر اس طبقہ کا ہے جو قیام پاکستان کے وقت تو مسلم لیگ یا دو قومی نظریے کا مخالف تھا، تاہم پاکستان بن جانے کے بعد اس طبقے نے پاکستان کو OPT کیا اور پاکستان کو اپنا 'مستقر' بنانے کا فیصلہ کرلیا۔ اس میں وہ طبقہ بھی ہے جو پنجاب، سرحد، سندھ اور بلوچستان کے رہنے والے تھے، اور وہ بھی ہیں جو مشرقی علاقہ جات سے ہجرت کرکے پاکستان آگئے۔

قیام پاکستان کے بعد دس پندرہ سال تو یہ طبقہ خاموش رہا اور حالات کو دیکھتا رہا، بعدازاں اس نے بھی عملی سیاست میں قدم رکھا ہے۔ تاہم اس طبقہ کی سیاست مجموعی طور پر پاکستان کو اور اس کے حالات کو ایک 'مبصر' کے طور پر دیکھنے والوں اور وقتی طور پر مراعات حاصل کرنے والوں کی سی ہے۔

یہ طبقات اپنے نظریات اور آبائی سوچ کی وجہ سے ابھی تک پوری طرح پاکستان کو اپنا نہیں سکے۔ اتحاد امت کے حوالے سے گزارش یہ ہے کہ اس طبقے کو بھی اب منفی سیاست تو دور کی بات ہے غیر جانبداری سے بھی آگے بڑھ اس ملک عزیز کو اس کے اکابرین کے دعووں کے مطابق صحیح اسلامی ریاست میں ڈھالنے کے عمل میں خود آگے بڑھ کر حصہ لینا چاہیے۔

اوپر درج طبقات اپنے حلقوں میں اور اپنی اپنی صفوں میں پاکستان، اس کے قیام کے مقاصد اس کو دور حاضر میں جدید اسلامی ریاست بنانے کے تقاضے عام کرنے اور عوام کو اس کا شعور دینے میں کامیاب ہوگئے، تو یہ پاکستان کے لیے ایک نئی زندگی ہوگی اور پاکستان صحیح سمت پر گامزن ہوکر جلد ہی اپنی منزل کو پالے گا۔

ہم نے اوپر چند اہم اور نمایاں طبقات اور ان میں بعض نمایاں شخصیات کے نام گنوادیے ہیں صاف ظاہر ہے کہ نہ ہمارا علم کامل ہے اور نہ معلومات کامل ہیں اور نہ ہی اس بات کا دعویٰ ہے۔ اگر چند اہم شخصیات کے اسمائے گرامی یا کسی اہم طبقہ کا تذکرہ رہ گیا ہو تو قارئین اسے ہماری کوتاہی سمجھ کر درگزر کردیں، اور ہمیں معاف کرتے ہوئے وہ طبقات بھی پاکستان کو صحیح معنوں میں اسلام کا گہوارہ، برطانوی ہند کے مسلمانوں کے خوابوں کی تعبیر اور ہمارے لاکھوں شہدا کی قربانیوں کا ثمر بنانے کے لیے کمربستہ ہوجائیں کہ لوگ پاکستان کو دور حاضر میں اسلام کی سیاسی، سماجی اور اقتصادی تعلیمات کا عملی نمونہ اور مرقع کے طور پر دیکھ سکیں، اور اس ملک کے مسلم اور غیر مسلم تمام شہری اسلام کے کفالت عامہ کے نظام کی برکات سے بہرہ ور ہوسکیں اور اسلاف کی محنتوں اور قربانیوں کو خراج تحسین پیش کرسکیں۔

(جاری ہے۔۔۔۔)

# قائد کا پاکستان


## سید سلیم الدین

مدیر قرآن اکیڈمی یاسین آباد


کسی بھی قوم کی بقا اور ترقی کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنی بنیاد، نظریہ اور قیادت کے افکار کو نہ صرف سمجھے بلکہ ان پر عمل بھی کرے۔ پاکستان محض ایک ریاست نہیں بلکہ ایک نظریے کا نام ہے۔ ایسا نظریہ جس کی بنیاد اسلام ہے، اور جس کا مقصد برصغیر کے مسلمانوں کو ایک ایسا خطہ زمین فراہم کرنا تھا جہاں وہ اپنی دینی، ثقافتی اور اجتماعی زندگی آزادی کے ساتھ گزار سکیں۔ آج جب پاکستان کو وجود میں آئے دہائیاں گزر چکی ہیں، یہ سوال مزید شدت سے ہمارے سامنے آتا ہے کہ بانی پاکستان، قائد اعظم محمد علی جناح کا تصورِ پاکستان کیا تھا، اور مصورِ پاکستان ڈاکٹر علامہ اقبال کیسا پاکستان چاہتے تھے، اور کیا آج کا پاکستان ان کی فکر و خواہشات کے مطابق ہے، انہی سوالات کا جائزہ اس مضمون میں پیش کیا جا رہا ہے۔

## تصورِ پاکستان : علامہ اقبال کا خطبہ الہ آباد

دسمبر 1930ء میں آل انڈیا مسلم لیگ کا تاریخی سالانہ اجلاس الہ آباد میں ہوا جس میں خطبہ صدارت دیتے ہوئے مصورِ پاکستان ڈاکٹر علامہ اقبال نے سب سے پہلے پاکستان کا تصور پیش کیا، فرمایا: ''میں پنجاب، سرحد، سندھ اور بلوچستان کو متحد ہو کر ایک واحد ریاست کی شکل میں دیکھنا چاہتا ہوں، جس کی اپنی حکومت ہو خواہ سلطنت برطانیہ کے تحت یا اس سے الگ۔ اور مجھے نظر آ رہا ہے کہ یہ متحدہ شمال مغربی مسلم ریاست کم از کم شمال مغربی ہندوستان کے مسلمانوں کے لیے تقدیر مبرم ہے۔ لہذا میں ہندوستان اور اسلام کے بہترین مفاد میں ایک الگ مسلم ریاست کے بنانے کا مطالبہ کرتا ہوں۔'' اور اس ضمن میں وہ یہ بات کہتے ہیں کہ: ''اسلام کے لیے یہ ایک موقع ہو گا کہ ملوکیت کے دور میں اس پر جو پردے پڑ گئے تھے ان سے چھٹکارا حاصل کر سکے اور اپنے قوانین، تعلیمات اور ثقافت کو اپنی اصل روح کے ساتھ روحِ عصر سے ہم آہنگ کر سکے۔'' انہوں نے اس ریاست کو اسلام کے احیاء کا موقع قرار دیا، تاکہ اسلام اپنے اصل اصولوں، تعلیمات اور تہذیب کے ساتھ دنیا کے سامنے ایک زندہ نظام کے طور پر ظاہر ہو۔

## قائد اعظم کی مایوسی اور واپسی : (1930 تا 1934)

1930 وہ زمانہ تھا جس وقت قائد اعظم ہندوستان کی سیاست سے مایوس ہو کر لندن چلے گئے تھے۔ کئی لوگوں نے لندن میں جا کر ان سے ملاقات کی کہ آپ کیوں مایوس ہو گئے ہیں، ہندوستان واپس آ جائیں۔ تو ان کا جواب کتابوں میں لکھا ہوا ہے کہ وہ 1930 سے پہلے جب تک ہندوستان میں تھے، تو وہ یہ چاہتے تھے کہ مسلمان اور ہندو مل کر اس ملک سے فاسد قوم یعنی انگریزوں کو نکال دیں، بلکہ وہ ہندو مسلمان اتحاد کے بہت بڑے مفکر کہلاتے تھے۔ جب وہ مایوس ہو کر لندن چلے گئے تو ان سے پوچھا گیا کہ آپ کی مایوسی کی وجہ کیا ہے، تو انہوں نے کہا کہ ہندو قوم ناقابل اصلاح ہے، ان میں تعصب کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے۔ لہذا مجھے ان سے کسی صلح کی توقع نہیں ہے، اور جو مسلمان ناقابل اعتماد ہے، ان پر بھی بھروسا نہیں کیا جا سکتا۔ مجھ سے ایک بات کرتے ہیں اور اس کے بعد اگر میں اس پر اپنے کوئی تاثرات دیتا ہوں تو انگریز سرکار کے پاس چلے جاتے ہیں، جا کر گورنر سے شکایت کر دیتے ہیں، تو وہ مایوس ہو کر ہندوستان سے چلے گئے تھے، ان سے بہت سے لوگوں نے ملاقاتیں کی اور انہیں دوبارہ ہندوستان آ کر مسلمانوں کی قیادت سنبھالنے کی دعوت دی، لیکن اس میں چار سال لگ گئے۔ 1934 میں جب قائد اعظم واپس ہندوستان آئے تو اب قائد اعظم ایک بالکل مختلف قائد تھے، اور انہوں نے آتے ساتھ ہی جس طرح سے اسلام کا نام لیا اس پر حیرت بھی ہوتی ہے، اور فرد سوچنے پر مجبور بھی ہو جاتا ہے کہ کہاں ایک ہندو مسلم اتحاد کا داعی اور کہاں مسٹر جناح کی قرآن، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسلامی آئین و دستور والی تسلسل کے ساتھ گفتگو۔ اس راز سے مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ نے پردہ اُٹھایا ہے۔

## بانی پاکستان کی نظر میں مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کی قدر و منزلت :

بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح مرحوم کے نزدیک علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کو وہ مقام حاصل تھا کہ قائداعظم مرحوم نے اپنے سیکٹری کو حکم دے رکھا تھا کہ جو کوئی بھی مجھ سے ملاقات کے لیے آئے، تو پہلے مجھ سے پوچھ کر انہیں میرے پاس آنے دیجیے گا سوائے علامہ شبیر احمد عثمانی کے، کہ جب بھی علامہ عثمانی صاحب تشریف لائیں، تو بغیر روکے میرے پاس بھیج دیں۔ پاکستان بنا تو پاکستان کا جھنڈا سب سے پہلے ریت و روایت و دستور کے مطابق قائداعظم کو لہرانا چاہیئے تھا، لیکن قائداعظم نے خود پاکستان کا جھنڈا نہیں لہرایا بلکہ علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کو آگے کیا کہ آپ پاکستان کا جھنڈا لہرائیں۔ قائداعظم مرحوم نے پہلے سے وصیت کر رکھی تھی کہ جب میرا انتقال ہوجائے تو میرا جنازہ علامہ شبیر احمد عثمانی پڑھائیں اور علامہ عثمانی رحمۃ اللہ علیہ نے ہی آپ کی جنازہ پڑھائی۔

علامہ شبیر احمد عثمانی کہتے ہیں کہ مجھے ایک مرتبہ قائداعظم نے بتایا لیکن ساتھ ہی تلقین بھی کی کہ میری زندگی میں میرا یہ خواب کسی کو نہ بتائیے گا۔ انہوں نے کہا کہ مجھے لندن میں قیام کے دوران اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خواب میں زیارت نصیب ہوئی، اور مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا کہ محمد علی واپس ہندوستان چلے جاؤ، اور وہاں کے مسلمانوں کی قیادت کرو، تو یہ اللہ کے رسول کا حکم تھا کہ جس کی بنیاد پر قائداعظم کی سوچ میں اتنی بڑی تبدیلی آئی کہ وہ یہاں پر آئے اور آتے ہی سن 1934 میں انہوں نے ایک پریس کانفرنس کی جس کی تفصیل اس وقت ''منارہ'' نام کے میگزین میں شائع ہوئی تھی۔ قائداعظم کہتے ہیں کہ : ''میں لندن میں امیرانہ زندگی بسر کررہا تھا، میں اسے چھوڑ کر اس لیے یہاں آیا ہوں کہ یہاں ''لاالہ اللہ''کی مملکت کے قیام کی کوشش کروں۔ مزید کہتے ہیں کہ : علامہ اقبال کی دعوت پر میں نے دولت اور منصب دونوں کو چھوڑ کر انڈیا میں محدود آمدنی اور دشوار زندگی بسر کرنا پسند کی، تاکہ ''لاالہ الااللہ'' کی مملکت وجود میں آئے اور اس میں اسلامی قوانین کا بول بالا ہو، کیونکہ دنیا کی نجات ہے ہی اسلامی نظام میں۔ صرف اسلام کے علمی، عملی اور قانونی دائرہ میں آپ کو عدل، مساوات، اخوت، محبت، سکون اور امن دستیاب ہوسکتا ہے''۔ یہ اس پریس کانفرنس کی چند چیدہ چیدہ نکات ہیں۔ جو قائداعظم نے 1934 میں لندن سے واپس آکر اور مسلم لیگ کی قیادت سنبھالنے کے بعد پہلا پالیسی بیان دیا تھا۔

بقول حضرت ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ، قائداعظم مرحوم نے سن 1934 سے لے کر سن 1947 تک اسلام کے نام کی قوالی کی۔ قائداعظم کی کوئی ایک تقریر نہیں دکھائی جاسکتی جس میں قائداعظم نے یہ کہا ہو کہ ہم ایک سیکولر پاکستان بنانا چاہتے ہیں یا ایک ایسی مملکت حاصل کرنا چاہتے ہیں جہاں پر اسلام کا کوئی عمل دخل نہیں ہوگا۔ جب کہ 1934 سے لے کر 1948 تک یعنی وفات تک قائداعظم نے 175 تقریروں میں صرف اسلام کا ہی ذکر کیا ہے۔

## چند تقریروں کے اقتباس درج ذیل ہیں :

11 جنوری 1938 کو یہ بہار ریلوے اسٹیشن پر مسلمانوں کے ایک بہت بڑے مجمع سے خطاب کرتے ہوئے بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح مرحوم نے کہا ''آج اس عظیم الشان مجمع میں آپ نے مسلم لیگ کا جھنڈا لہرانے کا جو اعزاز مجھے بخشا ہے، یہ اس وجہ سے ہے کہ مسلم لیگ کا جھنڈا اسلام کا جھنڈا ہے، آپ مسلم لیگ کو اسلام سے الگ نہیں کرسکتے۔ بہت سے لوگ ہمیں غلط سمجھتے ہیں، جب ہم اسلام کا نام لیتے ہیں۔ خصوصاً ہمارے ہندو دوست، جب ہم کہتے ہیں کہ یہ اسلام کا جھنڈا ہے، تو وہ خیال کرتے ہیں کہ ہم مذہب کو سیاست میں گھسیٹ رہے ہیں، حالانکہ یہ ایک ایسی حقیقت ہے کہ جس پر ہم فخر کرتے ہیں (اس اقتباس سے سیکولرزم کی نفی واضح معلوم ہوتی ہے)۔

اگست 1941 حیدرآباد دکن کے طلبہ نے قائداعظم سے اسلامی حکومت کے لوازم کے بارے میں سوال کیا۔ قائداعظم مرحوم نے جواب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا : میں نے قرآن مجید اور قوانین اسلامیہ کے مطالعہ کی اپنے طور پر کوشش کی ہے۔ اس عظیم الشان کتاب کی تعلیمات میں انسانی زندگی کی ضروریات کے مطابق ہدایات موجود ہیں۔ زندگی کا روحانی پہلو ہو یا معاشرتی، سیاسی پہلو ہو یا معاشی، غرض یہ ہے کہ کوئی شعبہ ایسا نہیں جو قرآنی تعلیمات کے احاطے سے باہر ہو۔

12 جون 1945 کو سیھڑ (Sehar) میں ''Muslim Student Federation'' کی کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے قائداعظم مرحوم نے واضح الفاظ میں فرمایا کہ : ''پاکستان کے قیام کا منشا صرف آزادی اور خود مختاری کا حصول نہیں، بلکہ وہ اسلامی نظریۂ حیات ہے جو ہمارے پاس بیش

قیمت عطیہ اور عظیم قربانیوں کے نتیجے میں ہم تک پہنچا ہے، جسے نہ صرف ہمیں قائم رکھنا ہے بلکہ ہم یہ توقع بھی رکھتے ہیں کہ دوسری اقوام بھی اس کے فوائد کے حصول میں ہمارے ساتھ شریک ہوں، اور ہم سب مل کر ایک ایسا نمونہ دنیا کے سامنے پیش کریں گے جو عدل و مساوات اور اخوت پر مبنی ہوگا، تاکہ دوسرے اقوام بھی اس کی پیروی کر کے اسلام کی برکات سے مستفید ہو سکیں"۔ اور

قیام پاکستان سے بہت پہلے ایک دفعہ علی گڑھ میں ان سے پوچھا گیا کہ پاکستان کا آئین کس طرح کا ہوگا؟ "قائد اعظم مرحوم نے ارشاد فرمایا: ''میں کون ہوتا ہوں آئین دینے والا، ہمارا آئین تو آج سے تیرہ سو برس پہلے ہمارے پیغمبر ﷺ نے دے دیا تھا، ہمیں تو بس اس آئین کی پیروی کرنی ہے، اسے نافذ کرنا ہے؛ جس کی بنیاد پر اسلام کا عظیم نظام نافذ کرنا ہے اور یہی پاکستان ہے۔'' اور

13 جنوری 1947 کو اسلامیہ کالج پشاور میں خطاب کیا۔ یہ پاکستان کے قیام سے چند ماہ قبل کا خطاب تھا۔ قائد اعظم مرحوم نے فرمایا: ہم نے پاکستان کا مطالبہ ایک زمین کا ٹکڑا حاصل کرنے کے لیے نہیں کیا تھا، بلکہ ہم ایک ایسی تجربہ گاہ حاصل کرنا چاہتے تھے جہاں ہم اسلام کے اصولوں کو آزما سکیں۔ یہاں قائد اعظم نے نہایت وضاحت سے اس نظریاتی ریاست کے مقصد کو بیان کیا، جو محض سیاسی آزادی نہیں بلکہ ایک دینی و تہذیبی تجربہ گاہ ہو۔ اور

25 جنوری 1948 کو کراچی بار ایسوسیشن سے خطاب کرتے ہوئے کہتے ہیں: ''اسلامی اصول آج بھی ہماری زندگی کے لیے اسی طرح قابل عمل ہیں جس طرح تیرہ سو سال پہلے قابل عمل تھے۔ میں یہ نہیں سمجھ سکا کہ لوگوں کا ایک گروہ جان بوجھ کر فتنہ انداز ی سے یہ بات کیوں پھیلانا چاہتا ہے کہ پاکستان کا آئین شریعت کی بنیاد پر مدوّن نہیں کیا جائے گا، ایسے لوگوں کو جو بدقسمتی سے گمراہ ہو چکے ہیں، میں یہ صاف صاف بتا دینا چاہتا ہوں کہ یہاں نہ صرف مسلمانوں کو بلکہ غیر مسلموں کو بھی کوئی ڈر خوف نہیں ہونا چاہیے۔ ہر شخص سے انصاف، رواداری اور مساوی برتاؤ اسلام کا بنیادی اصول ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی زندگی انتہائی سادہ تھی، آپ ﷺ نے جس چیز میں بھی ہاتھ ڈالا، کامیابی نے آپ کے قدم چومے، تجارت سے لے کر حکمرانی تک ہر شعبہ جات میں آپ ﷺ مکمل طور پر کامیاب رہے، رسالت مآب ﷺ دنیا کی عظیم ترین ہستی تھے، 13 سو سال قبل ہی آپ نے اسلامی مملکت کی بنیاد رکھ دی تھی۔

ڈاکٹر ریاض علی شاہ جو قائد اعظم کے معالج تھے اور وہ زیارت میں ہی آپ کی آخری وقت تک دیکھ بھال کرتے رہے تھے۔ انہوں نے 11 ستمبر 1988 جنگ اخبار میں اپنے کالم میں ایک واقعہ لکھا۔ وہ لکھتے ہیں کہ ہم نے قائد اعظم کو گفتگو سے منع کر رکھا تھا۔ ذرا سا بولتے تھے تو پھر کھانسی کا دورہ چلتا تھا پھر تکلیف ہوتی تھی، ٹی بی کے مریض تھے لیکن ایک موقع پر ہم نے دیکھا کہ وہ بہت بے چین ہیں، اور کچھ کہنا چاہتے ہیں، ہم نے فیصلہ کیا کہ ان کو بولنے دیں اگر نہیں بولنے دیں گے تو اس گھٹن سے ان کی طبیعت اور خراب ہوگی، تو میں ان کے پاس گیا اور اپنا کان ان کے قریب کیا اور کہا کہ بتائیے کیا کہنا چاہتے ہیں: (بقول ریاض علی شاہ) قائد اعظم نے مجھ سے کہا ''تم جانتے ہو کہ جب مجھے یہ احساس ہوتا ہے کہ پاکستان بن چکا ہے تو میری روح کو کس قدر اطمینان ہوتا ہے! یہ مشکل کام تھا اور میں اکیلا اسے کبھی نہیں کر سکتا تھا، میرا ایمان ہے کہ یہ رسولِ خدا کا روحانی فیض ہے کہ پاکستان وجود میں آیا۔ اب یہ پاکستانیوں کا فرض ہے کہ وہ اسے خلافت راشدہ کا نمونہ بنائیں تاکہ خدا اپنا وعدہ پورا کرے، اور مسلمانوں کو زمین کی بادشاہت ملے''۔

یہ ساری اقتباسات RECORD پر موجود ہیں، کتابوں میں لکھی ہوئی ہیں، پڑھ کر جان سکتے ہیں کہ قائد اعظم کیسا پاکستان چاہتے تھے، قائد اعظم مرحوم کے اپنے الفاظ ہیں کہ خدا اپنا وعدہ پورا کرے گا اس حوالے سے سورۃ یونس کی ایک آیت مبارکہ ہے کہ کئی قوموں کی ہلاکت کے بعد اللہ تبارک و تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: ثُمَّ جَعَلْنٰكُمْ خَلٰٓئِفَ فِى الْاَرْضِ مِنْۢ بَعْدِهِمْ لِنَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ [یونس 14] ''پھر ہم نے تمہیں زمین میں خلافت دے دی ان کے بعد (یعنی گزشتہ قوموں کو ہلاک کیا) اور پھر تمہیں زمین میں اختیار دے دیا تاکہ ہم دیکھیں کہ تم کیا کرتے ہو''۔

قائد اعظم کے بیانات اور خطابات میں پاکستان کی نظریاتی حیثیت روزِ روشن کی طرح واضح ہے۔ یہ ریاست صرف جغرافیائی آزادی کے لیے نہیں بلکہ اسلامی اصولوں کی عملی تطبیق کے لیے قائم کی گئی تھی۔ آج ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم قائد کے اصل افکار کو سمجھیں، انہیں نئی نسل تک پہنچائیں، اور پاکستان کو حقیقی معنوں میں ایک فلاحی اسلامی ریاست بنانے کے لیے اپنی فکری، اخلاقی اور اجتماعی ذمہ داریاں ادا کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں پاکستان کو واقعی قائد اعظم کا پاکستان بنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ اس میں ہماری دنیا کی بھی خیر ہے۔ اور اسی میں ہماری آخرت کی بھی بھلائی ہے۔

# اتحادِ امت پاکستان کی بقا اور عالم اسلام کی فلاح کا ضامن


## امین اللہ معاویہ

فاضل جامعہ الصفہ، معاون شعبہ تصنیف و تالیف، قرآن اکیڈمی، یاسین آباد


ماہِ اگست تاریخِ پاکستان کا وہ مبارک مہینہ ہے، جب ایک طویل جدوجہد، ناقابلِ فراموش قربانیوں اور ناقابلِ بیان مصائب کے بعد برصغیر کے مسلمانوں کو ایک الگ آزاد، خود مختار اور نظریاتی ریاست نصیب ہوئی، ایک ایسا وطن جو اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا۔ یہ مہینہ ہمیں نہ صرف قیامِ پاکستان کی تاریخ یاد دلاتا ہے بلکہ اس نظریے کی تجدید کا تقاضا بھی کرتا ہے جس پر یہ ملک قائم ہوا تھا: اللہ تعالیٰ کی حاکمیت، اسلامی عدل و انصاف، اور ایک صالح معاشرہ کا قیام۔

پاکستان کے قیام کا مقصد محض جغرافیائی یا لسانی بنیادوں پر الگ ریاست بنانا نہیں تھا، بلکہ ایک پاکیزہ دینی نظریہ کی تعبیر تھا۔ ایسا نظام قائم کرنا جس میں مسلمان اپنی دینی، معاشی اور اخلاقی آزادی کے ساتھ جی سکیں، اور جہاں اسلامی تعلیمات کے مطابق زندگی گزارنا ممکن ہو۔ اس مقصد کی خاطر مسلمانوں نے بے مثال قربانیاں دیں۔ لاکھوں جانیں قربان ہوئیں، عزتیں پامال ہوئیں، مال و دولت لٹا، گھر بار اجڑ گئے، لیکن امتِ مسلمہ نے سب کچھ اللہ کے دین کے نام پر پیش کر دیا۔ مگر افسوس، آج سات دہائیاں گزرنے کے بعد بھی ہم اُس نظریے کو مکمل طور پر نافذ نہیں کر سکے۔ اسلامی نظام کے نفاذ کی کوششیں کئی بار ہوئیں، تحریکیں اٹھیں، عوامی سطح پر جذبہ موجود رہا، مگر ہر بار مفادات، اقتدار پرستی، بیرونی دباؤ، اور دین بیزار طبقے کی رکاوٹیں آڑے آتی رہیں۔ اقتدار کے حصول کے وقت بڑے خوشنما، عوامی فلاحی نعرے اور اسلام کے نفاذ کے دعوے کیے جاتے ہیں، مگر کرسی ملتے ہی انہیں فراموش کر دیا جاتا ہے۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق حکومت، اقتدار، دولت اور سلطنت سب اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی امانت ہیں۔ ان کا مقصد صرف اللہ کا نظام زمین پر نافذ کرنا ہونا چاہیے۔ جب مسلمان اس نصب العین سے ہٹتے ہیں تو وہ ان نعمتوں سے بھی محروم ہو جاتے ہیں۔ یہی کچھ ماضی میں ہوا، اور مسلمانوں نے اپنی سلطنتیں کھو دیں۔

## برصغیر کا مختصر تاریخی پس منظر:

طاقت و قوت، دولت و ثروت اور حکومت و سلطنت اللہ تعالیٰ کی وہ عظیم نعمتیں ہیں جو مسلمانوں کو صرف اس لیے دی جاتی ہیں کہ ان کے ذریعہ اس سرزمین پر اللہ تعالیٰ کا قانون اور احکامات نافذ کر کے اللہ تعالیٰ کی رحمت کے مستحق بنیں، چنانچہ تقریباً ایک ہزار سال تک اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ان نعمتوں سے سرفراز فرمایا تھا کہ متحدہ ہندوستان میں مسلمانوں کی حکومت تھی اور اسلامی نظام رائج رہا، لیکن جب مسلمان قومیں دولت و حکومت کے نشہ میں مست ہو کر اس مقصد سے منحرف و روگرداں اور اس کی پاداش کے طور پر سلطنت کی اہلیت سے محروم ہو گئیں، تو اللہ تعالیٰ کی وہ نعمتیں بھی ان سے چھن گئیں، انگریزوں نے اقتدار قبضہ کر لیا، اور مسلمانوں کی حکومت، عزت اور دین کو کچل کر رکھ دیا۔ غلامی کی رُسوا کن ٹھوکریں کھانے کے بعد آنکھ کھلی تو عرصۂ دراز تک تو بارگاہِ الٰہی میں گریہ وزاری اور آہ و فغاں کرتے رہے، اور کچھ عرصہ دولتِ رفتہ کو دوبارہ حاصل کرنے کی تدبیریں بھی کیں، اور قربانیاں بھی دیں، آخر پھر دریائے رحمت جوش میں آیا، توفیقِ الٰہی نے سہارا دیا، اور چھنی ہوئی سلطنت کا کچھ حصہ دوبارہ بطورِ امتحان عطا فرمایا، اسی کا نام پاکستان ہے۔

## نظریہ پاکستان: مقاصد اور حقائق

پاکستان صرف ایک جغرافیائی ریاست نہیں، بلکہ ایک بامقصد اسلامی ریاست ہے کہ جس میں اللہ کی حاکمیت قائم ہو، عدل و انصاف پر مبنی نظام نافذ ہو، اور ایک ایسا پاکیزہ معاشرہ وجود میں آئے جو باقی امت کے لیے نمونہ بنے۔ یہ ملک صرف مسلمانوں کے لیے پناہ گاہ نہیں، بلکہ ان کے دینی کردار

کے اظہار کا پلیٹ فارم ہے۔ ایک سچے مسلمان پاکستانی کی خواہش یہ ہونی چاہیے کہ اس ملک میں اللہ کا قانون نافذ ہو، اسلام سر بلند ہو، اور ملک دشمنوں کی سازشوں سے محفوظ رہے۔ لیکن جب وہ دیکھتا ہے کہ قوم مجموعی طور پر دینی، اخلاقی اور فکری زوال کا شکار ہے، تو وہ یہ سوچنے پر مجبور ہوتا ہے کہ کہیں یہ آزمائشی نعمتِ عظمیٰ ہم سے واپس نہ لے لی جائے۔ ہر مسلمان نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے اطاعت کا عہد کیا ہے۔ اگر مسلمان اس عہد سے روگردانی کرے، اور اختیار کے باوجود اللہ کے احکامات نافذ نہ کرے، تو وہ پکڑ کا مستحق ہوجاتا ہے۔ ایک مسلمان کا ایمان یہ تقاضا کرتا ہے کہ جب وہ غیر اسلامی رویے اور نظام دیکھے، تو خاموش نہ بیٹھے، بلکہ اصلاح کے لیے آواز بلند کرے۔ پاکستان کی بقا اور ترقی کا راستہ صرف اسلام کے نفاذ میں ہے۔ جب تک ہم اس مقصد کو بھولے رہیں گے، ہم دنیا و آخرت دونوں میں ناکام رہیں گے۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ اس امانت کو پہچانیں، اسلامی نظام کے قیام کے لیے خلوص سے محنت کریں، اور اپنے کردار سے ثابت کریں کہ وہ اس نظریاتی ریاست کے سچے وارث ہیں۔ بصورتِ دیگر، یہ خدشہ باقی رہے گا کہ یہ نعمت ہم سے چھن نہ جائے، جیسا کہ تاریخ میں پہلے بھی ہوچکا ہے۔

**اتحاد: وقت کی اہم ضرورت اور دینی تقاضا**

اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے جو اپنے ماننے والوں کو انفرادی اور اجتماعی زندگی کے ہر شعبے میں رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ اسلامی تعلیمات کی رُو سے اتحاد و اتفاق نہ صرف دین کا تقاضا ہے، بلکہ امت کی بقا، ترقی اور قوت کا ضامن بھی ہے۔ آج جب امت مسلمہ داخلی انتشار، گروہی تعصبات، اور لسانی و نسلی امتیازات کی گرفت میں ہے، تو دینی اتحاد کی اہمیت پہلے سے کہیں زیادہ بڑھ گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو واضح حکم دیا ہے: وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ۠ [آل عمران: 103] ''اور اللہ کی رسی کو سب مل کر مضبوطی سے تھامے رکھو، اور آپس میں پھوٹ نہ ڈالو۔'' اسی سورت میں مزید فرمایا: وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ تَفَرَّقُوْا وَاخْتَلَفُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَاۗءَھُمُ الْبَيِّنٰتُ ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ لَھُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝۱۰۵ [آل عمران: 105] ''اور ان لوگوں کی طرح نہ ہوجانا جن کے پاس کھلے کھلے دلائل آچکے تھے، اس کے بعد بھی انہوں نے آپس میں پھوٹ ڈال لی، اور اختلاف میں پڑ گئے، ایسے لوگوں کو سخت سزا ہوگی۔'' یہ آیات واضح کرتی ہیں کہ امت کا انتشار صرف دنیاوی نقصان نہیں بلکہ اخروی عذاب کا باعث بھی ہے۔ قرآن و سنت مسلمانوں کو ایک صف میں متحد اور منظم ہو کر اللہ کی راہ میں جدوجہد کرنے کی تلقین کرتا ہے۔ جیسا کہ فرمایا: اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ ۝۴ [الصف: 4] ''حقیقت یہ ہے کہ اللہ ان لوگوں سے محبت کرتا ہے جو اس کے راستے میں اس طرح صف بنا کر لڑتے ہیں جیسے وہ سیسہ پلائی ہوئی عمارت ہوں۔'' اور نبی کریم ﷺ نے بھی اُمتِ مسلمہ کے اتحاد کو جسم کی مثال سے بیان فرمایا ہے کہ مسلمان اپنی باہمی محبت، شفقت اور ہمدردی میں ایک جسم کی مانند ہیں۔ اسلامی اتحاد: رنگ، نسل اور زبان سے ماوراء ہے۔ اسلام نسلی، لسانی یا قبائلی قوم پرستی کو مسترد کرتا ہے۔ ہر وہ شخص جو کلمہ طیبہ پڑھتا ہے، وہ امتِ مسلمہ کا حصہ ہے۔ امت کی وحدت ایک جسم کی مانند ہے۔ اگر ایک عضو تکلیف میں ہو تو پورا جسم متاثر ہوتا ہے، اور اگر ایسا نہ ہو تو پھر یہ بیماری یا روحانی موت کی علامت ہے۔

**اخوتِ اسلامی: معاشرتی بنیاد**

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ لَا يَظْلِمُهُ وَلَا يَخْذُلُهُ». (صحيح المسلم، رقم الحديث: 2564) ''مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، وہ اس پر ظلم نہیں کرتا، اس کو بے یار و مددگار نہیں چھوڑتا۔'' مزید فرمایا: «الْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهُ بَعْضًا». (صحيح البخاري، رقم الحديث: 6026) ''مسلمان ایک عمارت کی مانند ہیں، جس کا ایک حصہ دوسرے حصے کو سہارا دیتا ہے۔'' اسلامی اخوت کی بنیاد پر مسلمانوں کو غیبت، چغلی، بدگمانی اور آپسی قتل جیسے اعمال سے سختی سے منع کیا گیا ہے، تاکہ اُمت کا رشتہ اخوت و محبت سے جڑا رہے۔ نسلی و لسانی تعصب کی مذمت کی گئی ہے۔ نبی ﷺ نے تمام انسانوں کو ایک اللہ کی بندگی کی طرف بلایا اور نسلی و لسانی امتیازات کو ختم کر کے آدم کی اولاد ہونے کی حیثیت سے برابری کا پیغام دیا۔ رنگ، نسل اور زبان کا فرق اللہ کی قدرت کی نشانی ہے، نہ کہ برتری کی بنیاد۔

علامہ اقبال مرحوم نے اسی سوچ کو ان اشعار میں سمویا: ؎

از حجاز و چین و ایرانیم ما
شبنمِ یک صبح خندا نیم ما

ہم ایک مسکراتی صبح کی شبنم ہیں، ہمارا تعلق حجاز، چین اور ایران سے ہے۔

نہ افغانیم و نی ترک و تتاریم
چمن زادیم و از یک شاخساریم
تمیز رنگ و بو بر ما حرام است
کہ ما پرور دہ یک نو بہار یم

ہم افغان، ترک یا تاتار نہیں، بلکہ ایک ہی چمن کی شاخ سے ہیں۔ ہمارے درمیان رنگ و نسل کی تمیز حرام ہے، ہم ایک ہی بہار کے پروردہ ہیں۔
جیسے انسانی جسم کے مختلف اعضا الگ الگ کام کرتے ہیں، لیکن ایک دوسرے سے جڑے اور ہم آہنگ ہوتے ہیں، اسی طرح امت مسلمہ کے تمام افراد مختلف قبائل، زبانوں اور علاقوں سے ہونے کے باوجود ایک امت کا حصہ ہیں۔ اگر اعضا میں ٹکراؤ یا مقابلہ آرائی شروع ہو جائے تو پورے جسم میں فساد پھیل جاتا ہے۔ یہی حال اس امت کا بھی ہے۔ آج اسلامی دنیا میں ترک، کرد، عرب، عجم، پنجابی، پشتون، سندھی، بلوچ اور مہاجر جیسے نسلی اور لسانی اختلافات کو بنیاد بنا کر فتنہ و فساد، حتیٰ کہ قتل و مقاتلہ تک نوبت پہنچ چکی ہے۔ یہ صورتِ حال دین اسلام کی روح کے سراسر خلاف ہے، اور اُمت کو کمزور کرنے والی ہے۔ اسلام کا پیغام ہے کہ امت میں اتحاد، اخوت اور بھائی چارہ ہو۔ فرقہ واریت، نسلی تعصب، لسانی تفرقہ اور باہمی دشمنی امت کو تباہی کی طرف لے جا رہی ہے۔ دینی اتحاد وقت کی ضرورت ہی نہیں، بلکہ ایمان کا تقاضا اور بقا کا راستہ ہے۔ مسلمان اگر دوبارہ اپنے بنیادی عقیدے، مشترکہ تاریخ، دینی اصولوں اور اخلاقی اقدار کی بنیاد پر متحد ہو جائیں تو نہ صرف امتِ مسلمہ کے مسائل حل ہو سکتے ہیں، بلکہ دنیا کو عدل، امن اور انسانیت کا اصل پیغام بھی دیا جا سکتا ہے۔

## امت مسلمہ کا اتحاد: ایک عملی نقطۂ نظر

دل، جگر، کان، آنکھ، دماغ اور دیگر جسمانی اعضا کی اہمیت و افادیت سے ہم بخوبی واقف ہیں کہ ان میں سے کوئی ایک بھی صحیح و سالم نہ ہو تو انسانی زندگی کس حد تک مجبور و بے بس اور لاچار ہو جاتی ہے، گویا کہ ان اعضا کے کام الگ الگ ہیں؛ تاہم ان میں کامل ہم آہنگی پائی جاتی ہے، جس کے بغیر انسانی زندگی کا تصور محال ہے، مثلاً سر میں درد ہو تو دوا کے لیے پاؤں چل کر جاتے ہیں، آنکھ آنسو بہاتی ہے، زبان اسے بیان کرتی ہے، دل و دماغ اسے محسوس کرتے ہیں، ہاتھ دوا پلانے میں مددگار ہوتے ہیں، وغیرہ۔ اگر ان اعضا و جوارح میں یہ مقابلہ آرائی شروع ہو جائے کہ کون قیمتی، کون اعلیٰ، کون بہتر، کون افضل ہے، تو ظاہر بات ہے کہ جسم میں فساد پھوٹ پڑے گا، اور پھر ایسے جسم کا خدا حافظ! اس جسم کے بے شمار تقاضے ہیں، مثلاً غذا، پانی، ہوا، نیند، راحت و سکون وغیرہ۔ اگر انسانی جسم کے یہ تقاضے بر وقت پورے نہ ہوں تو انسانی زندگی کی نشو و نما اور قیام و بقا خطرے میں پڑ جائے۔
ٹھیک اسی طرح اسلام کے بے شمار تقاضے ہیں، مثلاً: دعوت و تبلیغ، تعلیم و تعلم، تزکیہ نفس، جہاد فی سبیل اللہ اور مساجد، مدارس اور خانقاہوں کی تعمیر و توسیع اور ان کے انتظامات، دار القضاء کا قیام؛ تاکہ طاغوت سے مکمل طور پر بچا جا سکے، قرآن مجید، حدیث شریف اور دیگر دینی کتابوں کی طباعت و اشاعت، مسلمانوں کے عائلی قوانین میں حکومت کی مداخلت پر روک، بیوہ و مطلقہ کے نکاح ثانی کا انتظام، فساد زدگان اور قدرتی آفات میں گھرے ہوئے مسلمانوں کی آباد کاری، جیل میں قید بے قصور مسلمانوں کی رہائی کے لیے کوششیں، دینی و اسلامی تعلیمات سے دور مسلمانوں میں ایمان و یقین اور اعمالِ صالحہ کی بنیادی محنت، غیر مسلموں تک ان کی اپنی مادری زبانوں میں اسلامی لٹریچر کی تدوین و اشاعت، وغیرہ۔ یہ فہرست بہت طویل ہے۔ اور اللہ کا شکر ہے کہ ان سارے امور و تقاضوں کو امتِ مسلمہ کے بے شمار افراد، تنظیمیں و تحریکیں، جماعتیں، حلقے اور گروہ جزوی طور پر انجام دے رہے ہیں؛ چنانچہ ان میں سے کسی کے لیے بھی یہ ممکن نہیں کہ ان میں سے ہر ہر کام اور ہر ہر تقاضے کو کما حقہ پوری طرح انجام دے سکے۔ ان کے لیے اس لیے زیادہ بہتر اور قابلِ عمل صورتِ حال یہی ہے کہ اپنے ذوق و شوق، رغبت و صلاحیت، طاقت و قوت اور حوصلہ و ہمت کے مطابق، فنا فی اللہ و فنا فی الرسول کے جذبہ کے تحت، ان تقاضوں کو انجام دیں، اگر سارے تقاضوں کی طرف توجہ کی جائے گی تو ایک ہو گا نہ دوسرا۔ یہی امت میں اتحاد کی ممکن صورت بھی ہے۔ ان کے لیے مزید ضروری ہے کہ رمز و ایما اور اشارہ و کنایہ میں بھی ایک دوسرے

کی طرف طعن و تشنیع، بے جا تنقید، تنقیص، تقابل، تفاخر وغیرہ سے آخری حد تک پرہیز کیا جائے کہ یہ چیزیں امت کے اتحاد کے لیے سمِ قاتل کا درجہ رکھتی ہیں۔ دوسروں کی محنتوں اور خدمات کا اعتراف کیا جانا چاہیے، کیونکہ یہی مہذب اور باشعور قوم کی علامت ہے۔ جو کوئی جس کام کا اہل ہو، اسے وہ کام کرنے دیا جائے۔ اور جس کسی کے اندر کسی مخصوص کام کو بجالانے کی صلاحیت نہ ہو تو وہ اس سے دور ہی رہے تو بہتر ہے، تاکہ دوہرا نقصان نہ ہو: نہ کام خراب ہو، اور نہ اہل افراد کی صلاحیتیں ضائع ہوں۔

اجتماعی زندگی میں سب سے ضروری بات یہ ہے کہ ہم ایک دوسرے سے جڑنے کی کوشش کریں، اور اس کا سب سے آسان طریقہ یہ ہے کہ ہر فرد خود سب سے جُڑ جائے۔ امت کے مشترکہ وسائل، جیسے انسانی قوت، مال، ذرائع اور وقت کا استعمال نہایت سوجھ بوجھ، اعتدال اور ترجیحی بنیاد پر ہونا چاہیے۔ وسائل کا بے جا یا غیر متوازن استعمال، دینِ اسلام کے دیگر شعبوں میں وسائل کی کمی پیدا کر دیتا ہے، جس کا نتیجہ امت کی مجموعی کمزوری کی صورت میں سامنے آتا ہے۔ جس طرح انسانی جسم کا ایک عضو بھی اگر کمزور ہو جائے تو باقی جسم پر اس کے اثرات مرتب ہوتے ہیں، ٹھیک اسی طرح ملتِ اسلامیہ کی کسی ایک شعبے، تنظیم یا تحریک کی کمزوری، امت کی دوسری سرگرمیوں کو بھی متاثر کر دیتی ہے۔ لہٰذا تمام شعبہ جات، تنظیمیں اور تحریکیں باہم متصل، مربوط اور با اعتماد بنیادوں پر استوار ہوں تو ہی قوم کی مضبوطی ممکن ہے۔

## عصبیت: اتحادِ امت کی سب سے بڑی رکاوٹ

اتّحادِ امت کے لیے ضروری ہے کہ عصبیت سے پوری طرح بچا جائے۔ علاقہ، نسل، رنگ، ملک، قوم، وطن، زبان، خاندان، حسب و نسب وغیرہ کی بنیاد پر گروہ بندی ہی عصبیت ہے۔ اگر کسی فرد یا گروہ کی کسی تقریر، تحریر یا عمل سے عصبیت کی بو آئے تو اسے فوری طور پر روکنے کی ہر ممکن کوشش کی جائے کہ ایک آدمی کی شورش بھی بڑی چیز ہے۔ ایک انسان بھی پوری دنیا میں فتنہ برپا کر سکتا ہے، اس لیے ضروری ہے کہ عصبیت سے پوری طرح بچا جائے۔ نیز ہر حال میں اتحاد کو قائم و دائم رکھا جائے، کیوں کہ یہ ایسی اجتماعی ضرورت ہے، جس کے بغیر کسی بھی خاندان و قوم کی بقا و ترقی کا تصور نہیں کیا جا سکتا۔ اتحاد کی راہ کی سب سے بڑی رکاوٹ عصبیت ہے، یہ جذبات کو منفی سمت میں پروان چڑھاتی ہے۔ یہ اندھی ہوتی ہے، عقل کو ماؤف اور مفلوج کر دیتی ہے، یہ تفریق پیدا کرتی ہے، اس کی پکار جاہلیت کی پکار ہے۔ عصبیت اتحاد کی ضد ہے، جہاں عصبیت ہوگی، وہاں اتحاد قائم نہیں رہ سکتا۔ عصبیت، اتحاد کے لیے زہر قاتل ہے۔ پیارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے سخت الفاظ میں اس سے بچنے کی تاکید فرمائی ہے، چنانچہ حدیث شریف میں وارد ہوا ہے کہ «لَيْسَ مِنَّا مَنْ دَعَا إِلَى عَصَبِيَّةٍ، وَلَيْسَ مِنَّا مَنْ قَاتَلَ عَلَى عَصَبِيَّةٍ، وَلَيْسَ مِنَّا مَنْ مَاتَ عَلَى عَصَبِيَّةٍ».(سنن ابو داود: رقم الحديث: 5121) ”وہ شخص ہم میں سے نہیں جو کسی عصبیت کی طرف بلائے، وہ شخص بھی ہم میں سے نہیں جو عصبیت کی بنیاد پر لڑائی لڑے، اور وہ شخص بھی ہم میں سے نہیں جو تعصب کا تصور لیے ہوئے مرے۔“ اتحاد ترقی کی اولین شرط ہے، اور نا اتفاقی بربادی کا پہلا زینہ۔ متحد رہیں گے تو زمانہ ٹھوکر میں ہوگا اور منتشر ہوں گے تو زمانہ کی ٹھوکر میں ہم ہوں گے۔ یہی تاریخ کا سب سے بڑا سبق ہے۔

## مسلمانوں کا باہمی اتحاد: وقت کی سب سے بڑی ضرورت

اس وقت عالمِ اسلام کا سب سے بڑا اور اہم ترین مسئلہ اتحاد کا فقدان ہے۔ مسلمانوں کے درمیان اتحاد آج تمام اجتماعی، سماجی اور سیاسی ضرورتوں سے کہیں زیادہ اہمیت اختیار کر چکا ہے، مگر بد قسمتی سے مسلمان اس بنیادی ضرورت کو نظر انداز کیے ہوئے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ آخر مسلمان اتحاد کی ضرورت کو کیوں نہیں سمجھتے۔ موجودہ دور میں امتِ مسلمہ کا باہمی اتحاد ایک ناقابلِ انکار تقاضا ہے، مگر فرقہ وارانہ، تنگ نظری، گروہی تعصب اور قومی و نسلی امتیازات نے اسے پنپنے نہیں دیا۔ اس کے علاوہ، سامراجی طاقتوں کی سازشیں بھی مسلمانوں کو متحد ہونے سے روکنے میں نہایت موثر رہی ہیں۔ ان سازشوں نے ہمیشہ مسلمانوں کو باہم دست و گریباں رکھا تاکہ وہ کبھی ایک طاقتور اکائی کی صورت میں اُبھر نہ سکیں۔ حالیہ صدیوں کی تاریخ پر نگاہ ڈالیں تو مسلمانوں کی پسماندگی اور زوال کی ایک بڑی وجہ ان کا باہمی اختلاف اور تفرقہ ہے۔ ان کے مذہبی اور قومی اختلافات نے انہیں دوسری اقوام کے مقابلے میں پیچھے چھوڑ دیا۔ ایک وقت تھا کہ مسلمان علم و سائنس، صنعت و تجارت اور تمدن و تہذیب کے میدان میں سب سے آگے تھے۔ ان کے شہر علم و ہنر کے مراکز ہوتے تھے، اور ان کے علماء و دانشور دنیا کے راہنما مفکر مانے

جاتے تھے۔ لیکن آج وہی عالمِ اسلام زوال و پستی کا شکار ہے۔ وہ عظمت، وہ وقار اور وہ اتحاد جو کبھی مسلمانوں کا خاصّہ تھا، سب کچھ تفرقے کی نذر ہوگیا۔ اگر مسلمان تعلیماتِ وحی پر قائم رہتے اور اپنے سیاسی و سماجی اتحاد کی حفاظت کرتے، تو آج ان کی حالت مختلف ہوتی۔ آج بھی وقت ہاتھ سے مکمل نکلا نہیں۔ اگر مسلمان ایک پرچم تلے جمع ہو جائیں، اور اختلافات میں وقت ضائع کرنے کے بجائے امت کی فلاح و بہبود کے لیے کچھ وقت نکالیں، تو وہ ایک بار پھر دنیا کی بڑی طاقت بن سکتے ہیں۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ علما، دانشور، راہنما، اور تمام فکری طبقات امت کو اتحاد و یکجہتی کی اہمیت سے آگاہ کریں، اور امت کو اپنے مشترکہ مقصد کی طرف لوٹائیں۔

اتحاد و اتفاق کسی بھی قوم کی ترقی، سربلندی اور اعلیٰ مقاصد کے حصول میں معجزانہ کردار رکھتے ہیں۔ اس کے برعکس، اختلاف اور تفرقہ قوموں کو زوال اور بربادی کی طرف لے جاتا ہے۔ آج اسلام کے دشمن متحد ہو چکے ہیں، اور مسلمان ٹکڑوں میں بٹے ہوئے ہیں۔ یہ دشمن جانتے ہیں کہ اتحاد ایک طاقت ہے، اسی لیے انہوں نے اسلام کو مشترکہ دشمن قرار دے کر آپس کے تمام تر نظریاتی، نسلی اور مذہبی اختلافات کو بھلا دیا ہے۔ عیسائی اور یہودی، جن کے درمیان صدیوں پرانے مذہبی اختلافات موجود تھے، آج اسلام کے خلاف متحد ہو چکے ہیں۔ عیسائی جو یہودیوں کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مصلوب کیے جانے کا ذمہ دار سمجھتے تھے، اب اس الزام کو نظرانداز کر کے ان سے گٹھ جوڑ کر چکے ہیں، اور اسلام کے خلاف صف آرا ہیں۔ امتِ مسلمہ کے لیے یہ لمحۂ فکریہ ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم اپنی صفوں میں اتحاد پیدا کریں، فرقہ واریت کو چھوڑیں، اور اس حقیقت کو تسلیم کریں کہ ہمارا دشمن ہمیں تقسیم رکھ کر ہی کامیاب ہو سکتا ہے۔ اتحاد ہی ہماری بقا، ترقی، اور وقار کی واحد ضمانت ہے۔

**اتحادِ امت اور اسلامی ریاست کا خواب:**

یہ ایک ناقابلِ تردید حقیقت ہے کہ تمام اسلامی فرقوں کے درمیان بنیادی عقائد و اقدار مشترک ہیں۔ توحید، رسالت، وحی، آسمانی کتب کا نزول، ملائکہ کا وجود، قیامت، ختمِ نبوت اور عبادات جیسے نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ: یہ سب وہ ایمانی بنیادیں ہیں، جن پر پوری امتِ مسلمہ کا ایمان یکساں ہے۔ مسلمانوں میں اگر کہیں اختلاف پایا جاتا ہے تو وہ صرف فروعی مسائل میں ہے، اور وہ بھی محض علمی تعبیرات یا اجتہادی تفصیلات کی حد تک، یہ اختلافات دین کی بنیاد کو متاثر نہیں کرتے۔ جب بنیادی عقائد میں یگانگت موجود ہے، تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آخر ایک اللہ، ایک رسول، ایک کتاب، ایک دین اور ایک قبلے کو ماننے والے ایک ملت کیوں نہیں بن سکے، ''ملتِ واحدہ'' کا خواب حقیقت کیوں نہ بن سکا، قرآن مجید بارہا ہمیں جھنجھوڑتا ہے کہ ہم ایک امت ہیں، اور ایک دین کے پیروکار ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰٓى اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ [الشوریٰ: 13] ''اس نے تمہارے لیے دین کا وہی طریقہ طے کیا ہے جس کا حکم اس نے نوح کو دیا تھا، اور جو (اے پیغمبر) ہم نے تمہارے پاس وحی کے ذریعے بھیجا ہے اور جس کا حکم ہم نے ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ کو دیا تھا کہ تم دین کو قائم کرو، اور اس میں تفرقہ نہ ڈالنا۔''

امتِ مسلمہ کا اتحاد وہ عظیم نعمت ہے جو ہمیں نہ صرف داخلی کمزوریوں سے نکال سکتا ہے بلکہ عالمی سطح پر بھی مضبوط بنا سکتا ہے۔ اگر مسلمان واقعی ایک ملت بن جائیں، اگر طاقتور مسلم ممالک کمزور مسلم ممالک کا سہارا بنیں، اور ایک دوسرے کو بھائی سمجھیں، تو یقین کیجیے کہ نہ صرف پاکستان مستحکم ہوگا بلکہ پوری امتِ مسلمہ کا وقار بحال ہو جائے گا۔ یہ اتحاد نہ صرف کشمیریوں کو ظلم سے بچائے گا، نہ صرف فلسطینیوں کی مدد کا باعث بنے گا، بلکہ دنیا بھر میں مظلوم اقوام کے لیے بھی باعثِ امن و عدل بنے گا۔

آئیے اس ماہِ آزادی میں ہم سب یہ عہد کریں کہ فرقہ واریت، نسلی تعصب، لسانی تفریق اور گروہی مفادات کو چھوڑ کر ایک ملت، ایک قوم اور ایک مقصد کے تحت متحد ہو جائیں۔ پاکستان ہم سب کا ہے، اور اس کی بقا، ترقی اور عروج صرف اسی وقت ممکن ہے جب ہم دینِ اسلام کے سنہری اصولوں پر عمل کرتے ہوئے اخوت، اتحاد اور قربانی کے جذبے کو زندہ رکھیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں پاکستان کے نظریے کا محافظ بنائے، اور اسے حقیقی معنوں میں اسلامی ریاست بنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

# دجال اور سورۃ الکھف ۔ ۔ (ساتویں قسط)

حافظ حذیفہ محمود

فاضل جامعہ الصفہ واستاذ قرآن اکیڈمی یاسین آباد

## دجال، کائنات کا عظیم ترین فتنہ اور سورۃ الکھف
## امکانات، خطرات اور تدابیر قرآن وسنت کے آئینے میں

ابتدائی اقساط میں ہم نے قرآن وسنت کی روشنی میں دجال کا تعارف اور دجال فتنے کے نمایاں خدوخال کا تذکرہ کیا تھا، اس ضمن میں ہم نے دجال کی موجودہ حالت اور اس کے خروج کے مقام کا تذکرہ بھی کیا تھا۔ نیز ہم نے اُن شخصیات پر تجزیہ و تبصرہ کیا تھا، جن سے متعلق ماضی میں دجال ہونے کا دعویٰ مشہور کیا گیا تھا۔ اس قسط سے ہم سلسلہ وار دجالی فتنے کو سورۃ الکھف کی روشنی میں پرکھ کر اس کی تباہ کاریوں کا علاج بھی اسی سورۃ مبارکہ کی تعلیمات میں سمجھنے کی کوشش کریں گے، کیونکہ احادیثِ مبارکہ کے مطابق سورۃ الکھف کو دجالی فتنے سے بچاؤ میں نسخۂ اکسیر کی حیثیت حاصل ہے سو آئیے! بیماری کی ہولناکیوں کے بعد اب اس کا قرآنی علاج بھی سمجھتے ہیں۔

### دجال اور سورۃ الکھف:

ہمارے ہاں بعض روایات میں آنے والے فضائل کی بنا پر ہر جمعہ کے روز سورۃ الکھف پڑھنا بہت سے لوگوں کا معمول ہے۔ امام مسلم نے اپنی صحیح مسلم میں یہ روایت نقل کیا ہے کہ اس سورت کی ابتدائی (جبکہ بعض روایتوں کے مطابق آخری) دس آیات حفظ کرنے والا فتنۂ دجال سے بچالیا جاتا ہے۔

عن أبي الدرداء، ان النبي ﷺ، قال: «مَنْ حَفِظَ عَشْرَ آيَاتٍ مِنْ أَوَّلِ سُورَةِ الْكَهْفِ عُصِمَ مِنَ الدَّجَّالِ».[1] حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وسلم نے فرمایا: ''جس (مسلمان) نے سورہ کہف کی پہلی دس آیات حفظ کرلیں، اسے دجال کے فتنے سے محفوظ کرلیا گیا۔''

جبکہ اس سورت کی یہ فضیلت بھی بیان ہوئی ہے کہ جمعہ کے دن اس سورت کی تلاوت اگلے جمعہ تک ایک نور کا سبب بن جاتی ہے:

عن أبي سعيد الخدري قال: قال رسول الله ﷺ: «مَنْ قَرَأَ سُورَةَ الْكَهْفِ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ، أَضَاءَ لَهُ مِنَ النُّورِ فِيمَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْبَيْتِ الْعَتِيقِ»[2] حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے سورۃ الکھف جمعہ کی رات کو پڑھی، اس کے لیے بیت اللہ تک نور روشن کردیا جاتا ہے۔''

اگرچہ اس حدیث میں صراحتاً دجال کا کوئی ذکر نہیں، لیکن محدثین نے اس ''نور'' کی وضاحت قیامت کے فتنوں خصوصاً دجال کے فتنے کے خلاف ''بصیرتِ ایمانی'' سے کی ہے۔

### فتنۂ دجال کیا ہے:

یہ اپنی جگہ خود ایک تفصیلی بحث ہے۔ البتہ اس بارے میں اہلِ علم کے ہاں عموماً تین آراء پائی جاتی ہیں:

دجال کے بارے میں قرآن مجید کچھ نہیں کہتا اور جو کچھ آیا ہے وہ ناقابل یقین روایات پر مبنی ہے، اس لیے غلط ہے۔ (یہ رائے بلاشبہ باطل ہے، سوائے چند ایک ملحدین کے اس رائے کا کوئی حامی نہیں۔)

ایک وہ جو سب سے زیادہ مقبول ہے کہ قیامت سے قبل ایک ''غیر معمولی قوتوں کے حامل شخص'' کا ظہور ہوگا جو ایک آنکھ سے کانا ہوگا۔

---

1 صحیح المسلم: 1883

2 سنن دارمی: 2/546

دجال کے حوالے سے جو کچھ تفصیلات احادیث میں آئی ہیں، ان کی بنا پر یہ خبر ہے تو صحیح مگر اس میں تمثیل کے اصول پر ایک فرد کے بجائے ایک ''نظام'' کی خبر ہے جو دجل و فریب پر مبنی ایک تہذیب، نظام اور فکر و فلسفہ کی شکل میں ظہور کرے گا، اور کل انسانیت کو اپنی لپیٹ میں لے لے گا۔ اسی سے ہر نماز کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اللہ کی پناہ مانگی ہے اور متعدد طریقوں سے نہ صرف اس فتنے پر متنبہ کیا ہے، بلکہ اس سے بچنے کا طریقہ بھی بتایا ہے۔ ان لوگوں کے نزدیک دجال دھوکا اور دجل و فریب پر مبنی وہ مادی تہذیب ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی نفی کر کے زندگی کے حقائق کو سمجھا جاتا ہے۔ اس تہذیب کی صرف ایک آنکھ ہے جو مادیت کو دیکھتی ہے، مگر روحانی اور غیبی حقائق کی منکر ہے۔ یہ اسباب تک محدود ہے اور مسبب الاسباب کی منکر ہے۔ یہ عقل کی اسیر ہے اور وحی کی منکر ہے۔

اسی نظام نے موجودہ مادی دنیا کے اسرار و رموز سے تو خوب پردے اٹھائے، مگر آنے والی آخرت کی دنیا کو دیکھنے سے قطعاً عاجز ہے۔ مادیت اور اسباب میں اس نے غیر معمولی ترقی کی اور انسانی قوت کو اتنا بڑھادیا کہ انسانی تاریخ میں اس کی کوئی مثال نہیں ملتی۔ اس نے دنیا کو اتنا حسین بنادیا ہے کہ لوگ خدا کی کسی جنت کے طلبگار نہیں رہے، یہ دنیا ہی ان کی جنت اور یہی ان کی جہنم ہے۔ شاعر کے الفاظ مستعار لیں تو آج کی دنیا کے متعلق کہا جاسکتا ہے:؂

تیرا ملنا ترا نہیں ملنا

اور جنت کیا اور جہنم کیا

اس کے ساتھ تباہ کن ہتھیاروں، سود پر مبنی عالمی مالیاتی نظام، فحاشی پر مبنی گلوبل میڈیا وغیرہ کے ساتھ اس نے پچھلے چار ہزار برس سے دنیا بھر میں پھیلی ہوئی، اور نبیوں کی قائم کردہ تہذیب کی بنیادیں ہلا کر رکھ دی ہیں۔ انسانی جان کی حرمت سے لے کر عفت و عصمت جیسے بنیادی تصورات اس کی نذر ہو چکے ہیں۔ ایمان اور آخرت کے بجائے ہوس زر اور دنیا پرستی آج سب سے بڑی قدر بن چکے ہیں۔ لوگ جنت کو بھول کر دنیا کی جنت کے خواہشمند اور جہنم کو بھول کر دنیا کی محرومی سے لرزاں رہتے ہیں۔ اور اس مقصد کے لیے ہر حد کو عبور کرنے کے لیے تیار رہتے ہیں۔ یہی اس دجالیت کی سب سے بڑی دین ہے، اور اسی وجہ سے دجالی تہذیب کو ''حماری تہذیب و تمدن'' بھی کہا جاتا ہے۔ اس حوالے سے مفتی تقی عثمانی حفظہ اللہ لکھتے ہیں:

''حمار'' عربی میں گدھے کو کہتے ہیں۔ ''المسیح الدجال'' کی طرف جس گدھے کا انتساب کیا گیا ہے روایتاً درایتاً اس کا حل جو کچھ بھی ہو البتہ ہمیں یہ بھی سوچنا چاہیے کہ تمدنِ جدید کے ائمہ اجتہاد، کارل مارکس کو سب سے بڑی کارفرما جوہر قوت، جدوجہد میں پیٹ اور پیٹ کے تقاضے جو نظر آئے ہیں، اور اسی کے ساتھ فرائیڈ نے جنسی میلان کی نشاندہی بنی آدم کی ساری تگ و دو میں جو کی ہے، ان دونوں نظریات کو اگر ملایا جائے تو اس کا مطلب اس کے سوا اور کیا ہوا کہ انسانیت جن جذبات کی روح میں تمدن جدید کے ان محققوں کو بہتی نظر آئی ہے، ان کی مثالی صورت کے لیے گدھے کے قالب سے بہتر قالب شاید کوئی دوسرا نہیں ہوسکتا۔ آخر شکم پروری اور خر نفسی کے سوا غریب گدھا اور بھی کچھ ہے؟ عہد جدید کا انسان جب انہی دو کارفرما قوتوں کی سواری ہو کر آسمان کے قلابے زمین سے اور زمین کے قلابے آسمان سے ملا رہا ہے، کدو کاوش جدوجہد کے تمام شعبے چھوٹے چھوٹے پیمانے پر، جب انہی دو محرکہ قوتوں کے زیر اثر گردش کر رہے ہیں، نسلِ انسانی کی ساری اچھل پھاند جب انہی دو جذبات سے زور حاصل کر رہی ہے تو گدھے کی سواری کے سوا المسیح الدجال کی ران کے نیچے آپ ہی بتائیے کہ اور نظر ہی کیا آتا، سوار جب خود کہہ رہا ہو کہ میں گدھے پر سوار ہوں تو دیکھنے والوں نے کیا غلطی کی جب اس کو گدھے پر سوار دیکھا۔''[3]

یہ وہ تیسری رائے ہے جسے اب سب سے زیادہ قبولیت حاصل ہو رہی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جو لوگ دوسری رائے کے حامل ہیں کہ دجال ایک فرد کا نام ہے، ان کی اکثریت بھی اس بات کی قائل ہو چکی ہے کہ دجال کی قوت اصل میں یہی مادی تہذیب اور نظام ہے نہ کہ اسے کوئی مافوق الفطری قوتیں حاصل ہوں گی۔

3 دجالی فتنہ کے نمایاں خدوخال، صفحہ نمبر 26، المیزان ناشران وتاجران کتب

اس پس منظر میں جب سورۃ الکہف کے بیان کردہ فضائل اور اس سورت کے مضامین کا مطالعہ کیا جاتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ سورت ہر اعتبار سے فتنۂ دجال سے تحفظ اور اس کی پھیلائی ہوئی گمراہی سے بچنے کا ایک نور ہے۔

## سورۃ الکہف کی ابتدائی اور آخری آیات کی تخصیص کی وجہ:

سورۃ الکہف کے مضامین کا اگر جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ قرآن مجید کے عمومی طریقے کے مطابق اس سورت کی ایک تمہید ہے اور آخر میں خاتمۂ سورت کی آیات ہیں۔ اس تمہید اور خاتمے میں دین کی بنیادی دعوت یعنی توحید، آخرت کی سزا و جزا اور رسالت کا اثبات کیا گیا ہے، انہی آیات میں پوری دجالی تہذیب کا رد ہمارے سامنے آجاتا ہے، کیونکہ ان آیات میں یہ بھی بتلایا گیا کہ دنیا کی زندگی اللہ تعالیٰ کے نزدیک کتنی بے وقعت ہے۔ تمہید میں ارشاد ہوا:

اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْاَرْضِ زِيْنَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ اَيُّهُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ۝ وَ اِنَّا لَجٰعِلُوْنَ مَا عَلَيْهَا صَعِيْدًا جُرُزًا ۝ [4]

''جو کچھ اس زمین میں ہے اسے ہم نے دھرتی کی رونق بنایا ہے تاکہ تمھیں آزمائیں کہ تم میں سے کون (اس رونق کو مقصد زیست بنانے کے بجائے) اچھے کام کرتا ہے۔ اور (رہی یہ رونق تو عنقریب) جو کچھ اس پر ہے ہم اسے ایک صاف میدان بنا دیں گے۔''

خاتمے میں ارشاد ہوا کہ:

قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالًا ۝ اَلَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ هُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا ۝ [5]

''اے نبی ان سے کہو کہ کیا ہم تمھیں بتائیں کہ اپنے اعمال کے اعتبار سے سب سے زیادہ خسارے میں کون لوگ رہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کی ساری کاوش دنیا کی زندگی میں کھو کر رہ گئی اور وہ یہ سمجھتے رہے کہ وہ کوئی بہت اچھا کام کر رہے ہیں۔''

یہ آیات پڑھیے اور بار بار پڑھیے۔ کس لب و لہجے میں دنیا پرستی پر شدید تنقید ہو رہی ہے اور اس کی بے وقعتی واضح کی جا رہی ہے۔ ابتدا اور آخر کی یہی وہ آیات ہیں جن کے یاد کرنے پر صحیح مسلم کی روایت میں فتنۂ دجال سے بچائے جانے کی بشارت دی گئی ہے، لہذا بلاشبہ ان آیات کو حرز جاں بنانے والا فتنۂ دجال سے محفوظ رہے گا۔

## سورۃ الکہف کے مضامین کا جائزہ:

تمہید و خاتمہ کے علاوہ اس سورت میں مجموعی طور پر چھ واقعات بیان ہوئے ہیں اور ساتھ ہی ان واقعات کے بعد قرآن مجید کے طریقے کے مطابق اللہ تعالیٰ کی طرف سے تبصرے بھی کیے گئے ہیں:

(1) اصحابِ کہف کا واقعہ۔ (2) دو باغ والے آدمیوں کا واقعہ۔ (3) قصۂ آدم و ابلیس (4) حضرت موسیٰ و خضر علیہما السلام کا واقعہ۔ (5) ذوالقرنین بادشاہ کا قصہ۔ (6) یاجوج ماجوج کا تعارف

ان چھ واقعات میں اللہ تعالیٰ نے بڑے نمایاں طریقے پر یہ واضح کیا ہے کہ اگرچہ یہ دنیا عالم اسباب ہے جس میں اللہ تعالیٰ پردۂ غیب میں رہتے ہیں، لیکن یہ کارخانۂ اسباب اسی کی مرضی و منشا کے مطابق چلتا ہے۔ جس میں خدا کو بھول کر جینے کا انجام بدترین تباہی ہے اور اسے یاد رکھنے کا نتیجہ ابدی کامیابی ہے۔ جو لوگ دنیا کی زندگی کو سب کچھ سمجھ بیٹھے ہیں وہ شدید غلطی پر ہیں اور اس سورت میں اسی غلطی سے لوگوں کو نکلنے کا درس دیا گیا ہے۔

ان واقعات کے علاوہ چار مزید امور تشریح طلب ہیں:

(1) خالق کے لیے نظریۂ ولدیت (2) دنیوی حیات کی مختلف تمثیلیں (3) مادہ پرستی کی تردید (4) فتنہ دجال

اب آئندہ اقساط میں ہم ان تمام واقعات اور نکات کا جائزہ لیں گے، اور ان سے حاصل ہونے والی تعلیمات و ہدایات کو سمجھنے کی کوشش کریں گے۔

(جاری ہے۔۔۔)

[4] الکہف: 8-7

[5] الکہف: 104-103

## تاثرات دورہ قرآن اکیڈمیز

طالب علم رجوع الی القرآن کورس سال، قرآن اکیڈمی یاسین آباد

میرا نام واصف ہے۔ میرا تعلق راولاکوٹ آزاد کشمیر سے ہے۔ میں قرآن اکیڈمی یاسین آباد میں رجوع الی القرآن کورس کر رہا ہوں۔ سب سے پہلے اگر میں قرآن اکیڈمی یاسین آباد کے اعتبار سے بات کروں تو یہاں کا نظام بہت متاثر کن ہے۔ آج جدید دور کے اندر معاشرے کے ہر طبقے کو دین کے حقیقی تصور سے روشناس کروانا، قرآن حکیم کے ساتھ جوڑنا، جس سے آج امت نے انفرادی اور اجتماعی اعتبار سے لاتعلقی کی روِش اختیار کی ہوئی ہے، ایک بہت بڑا کام ہے جو کیا جا رہا ہے۔

ہم نے کراچی میں موجود مختلف قرآن اکیڈمیز کا دورہ کیا۔ قرآن اکیڈمیز کا دورہ کر کے مجھ سمیت تمام ساتھی بہت متاثر ہوئے کہ جیسے میں نے پہلے بھی بات کی کہ آج دورِ جدید میں ایک بہترین نظام کے ذریعے سے لوگوں کو قرآن حکیم کے ساتھ جوڑا جا رہا ہے اور دین کا حقیقی تصور سیکھایا جا رہا ہے، اور اس نظام سے ہر طبقے کا بندہ مستفید ہو رہا ہے۔

درس و تدریس کے حوالے سے بات کی جائے یا پھر انتظامی امور کے حوالے سے تمام انتظامات متاثر کن ہیں۔ جدید سہولیات سے بھی جملہ اکیڈمیز کو آراستہ کیا جا رہا ہے۔ پاکستان میں انجمن خدام القرآن کے زیر سایہ اکیڈمیز کے نظام اور درس تدریس کو دیکھ کر یہ اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ امت کا مستقبل روشن ہے۔ خالص قرآن کی بنیادوں پر امت کی فکری اور نظریاتی تربیت کی جا رہی ہے جو کہ امت کے عروج کا واحد ذریعہ ہے۔ اللہ پاک اس نظام درس و تدریس کو قائم رکھے، اور مزید تسلسل کے ساتھ کام کرنے کی توفیق عطا کرے۔ آمین

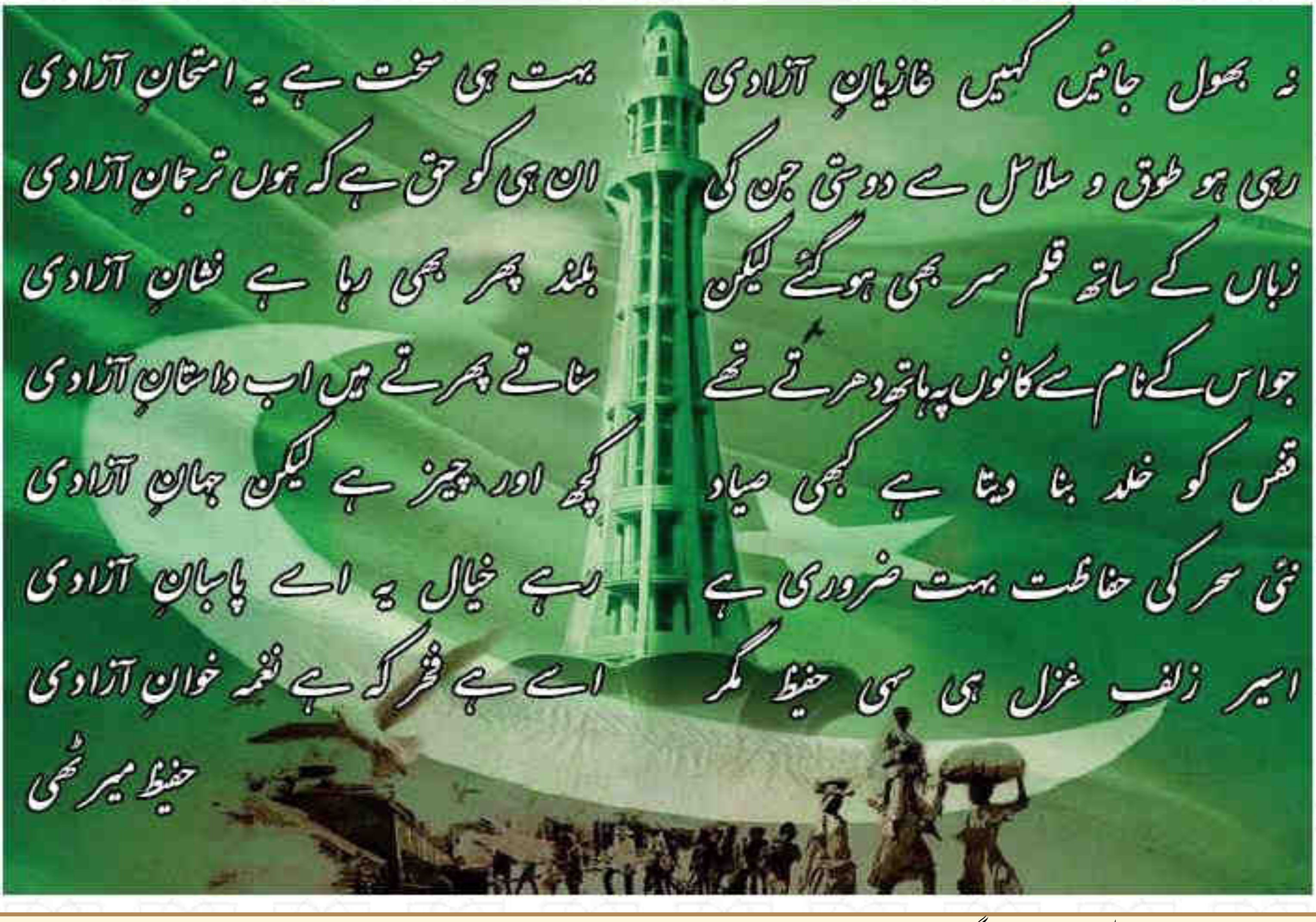

# ماہانہ رپورٹ برائے آئینۂ انجمن

## قرآن اکیڈمی ڈیفنس

رجوع الی القرآن کورس 26-2025 میں 60 حضرات اور 35 خواتین جبکہ آن لائن شرکا کی تعداد 70 ہے۔ ماہ رواں میں فکر اسلامی اور خصوصی محاضرات کے ذیل میں ’’تحفظ عقیدہ ختم نبوت اور ہماری ذمہ داری‘‘ (استاذ محمد ارشد صاحب)، ’’My Way to Islam‘‘ (استاذ بلال فلپس صاحب)، ’’ابلیس کی مجلس شوریٰ‘‘ (استاذ مولانا عابد مستعان صاحب)، ’’دینی فرائض کا جامع تصور‘‘ (استاذ ڈاکٹر محمد الیاس صاحب) اور ’’مسلمان خواتین کے دینی فرائض‘‘ (استاذ ڈاکٹر محمد الیاس صاحب) لیکچرز منعقد ہوئے۔

دوران ماہ منتظم اعلی انٹرنیشنل آن لائن یونیورسٹی جناب بلال فلپس صاحب نے انجمن خدام القرآن سندھ کراچی کی اکیڈمک کونسل کے تمام اراکین، خصوصی مدعوئین، نگران انجمن خدام القرآن سندھ کراچی جناب شجاع الدین شیخ صاحب سے خصوصی ملاقات کی اور شرکا کو قیمتی نصائح فرمائی۔

تنظیم اسلامی حلقہ کراچی جنوبی کے تحت اکیڈمی ہذا میں تنظیم کے نئے مدرسین کے لیے تربیتی کورس کا اہتمام کیا گیا جس میں حلقہ کراچی جنوبی، شرقی، وسطی، شمالی اور حلقہ حیدر آباد کے نئے مدرسین نے شرکت کی۔ اسی طرح تنظیم اسلامی حلقہ کراچی جنوبی کے تحت اکیڈمی ہذا میں تنظیم کے مدرسین کے لیے ریفریشر کورس کا اہتمام کیا گیا جس میں حلقہ کراچی جنوبی، شرقی، وسطی، شمالی اور حلقہ حیدر آباد کے مدرسین نے شرکت کی۔

مؤرخہ 31 جولائی 2025ء بروز جمعرات سے ’’Demands of The Quran‘‘ (جناب عارف عرفان اللہ صاحب) منتخب نصاب کی بزبان انگریزی تدریس کا آغاز ہوا، یہ کلاس ہفتہ وار صرف حضرات کے لیے منعقد کی جائے گی۔ علاوہ ازیں ماہ اگست سے شعبہ خواتین میں خواتین کے لیے مختصر دورانیے کے کورسز کا آغاز کیا جارہا ہے۔

رواں ماہ مسجد میں پہلا جمعہ محمد نعمان صاحب، دوسرا اور چوتھا جمعہ شجاع الدین شیخ صاحب اور تیسرا جمعہ سہیل راؤ صاحب نے خطبہ ارشاد فرمایا۔

دوران ماہ مسجد میں نکاح کی دو تقریبات منعقد ہوئیں۔

## قرآن اکیڈمی یٰسین آباد

رجوع الی القرآن کورس (سال اول سیکشن اے) میں 78 حضرات اور 146 خواتین، رجوع الی القرآن کورس (سال اول سیکشن بی) میں 59 حضرات اور رجوع الی القرآن کورس (سال دوم) میں 28 حضرات اور 15 خواتین شرکت کررہے ہیں۔

رجوع الی القرآن کورس (سال اول سیکشن اے) کے تحت ’’مسلمان خواتین کے دینی فرائض‘‘ (استاذ حافظ محمد ہاشم صاحب)، ’’ابلیس کی مجلس شوریٰ‘‘ (استاذ عابد مستعان صاحب)، اور ’’محرم الحرام (فضائل و مسائل)‘‘ (استاذ حافظ محمد اسد صاحب)، اسی طرح رجوع القرآن کورس (سال اول سیکشن بی) کے تحت ’’مسلمان خواتین کے دینی فرائض‘‘ (استاذ حافظ محمد ہاشم صاحب)، ’’ابلیس کی مجلس شوریٰ‘‘ (استاذ عابد مستعان

صاحب)، اور ''محرم الحرام (فضائل و مسائل)'' (استاذ سید محمد مصطفیٰ صاحب) کے موضوعات پر لیکچرز منعقد ہوئے۔ حلقات و دورات دینیہ کے تحت اس وقت ''عربی گرامر برائے قرآن فہمی''، ''قرآن سے تعلق بڑھائیں''، ''مطالعہ قرآن حکیم''، ''مطالعہ حدیث (اتوار)''، ''تربیت برائے خادمین''، ''مختصر درس حدیث (اہل محلہ / نمازی حضرات بعد نماز عصر از طلبہ پارٹ 2)''، ''نماز سے متصل ترجمہ قرآن (بعد نماز ظہر اہل محلہ / نمازی حضرات از طلبہ پارٹ 1 سیکشن A- B اور پارٹ 2)''، ''خلاصہ مضامین قرآن (بعد فجر)''، ''دورہ ترجمہ قرآن (ہر جمعہ بعد نماز عشاء)''، ''دراسات دینیہ سال اول و دوم''، ''تجوید القرآن (سہ پہر)''، ''سلسلہ وار ترجمہ قرآن''، ''عربی تکلم کورس''، ''اسلامک ڈے کیمپ''، ''عربی گرامر برائے قرآن فہمی کورس (سنڈے)''، ''بنیادی عربی گرامر مع لفظی ترجمہ''، ''علم و عمل کورس (طالبات درجہ اول و دوم)، طلبہ''، ''قرآن حکیم کی صرفی و نحوی تحلیل''، ''مطالبات قرآن''، ''دروس اللغة العربیہ''، ''احکام و مسائل و طہارت و نماز (خواتین)''، ''عقیدہ و فقہ کورس''، ''قرآن کے ساتھ سفر (پارہ : 30)''، اور ''قرآن فہمی کورس زیر اہتمام تنظیم اسلامی یاسین آباد''، جاری ہے، جس میں اوسط تعداد 540 کے قریب ہوتی ہے۔

مدرسة القرآن للحفظ والقراءة کے تحت درجہ حفظ میں 96 طلبہ اور درجہ قاعدہ و ناظرہ میں 26 طلبہ زیر تعلیم ہیں۔ جبکہ مدرسة البنین والبنات میں (سہ پہر 2:30 تا 4:30) کے تحت درجہ قاعدہ میں 170 طلبہ و طالبات اور درجہ ناظرہ میں 102 طلبہ و طالبات زیر تعلیم ہیں۔ علاوہ ازیں مغرب تا عشاء حلقہ میں مقیم طلبہ کرام اور اہل محلہ و گردو نواح سے حضرات تشریف لاتے ہیں۔

شعبہ دعوت و تبلیغ کے تحت ماہ رواں میں پہلا اور دوسرا جمعہ ''عظمت صحابہ'' اور ''اسرائیل نامنظور'' (محترم عاطف محمود صاحب)، تیسرا اور چوتھا جمعہ ''مراحل انقلاب سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں'' اور ''نظام کی تبدیلی کے لیے نبوی ﷺ طریقہ کار'' (محترم محمد ارشد صاحب) اور پانچواں جمعہ ''دعوت دین'' (محترم سید سلیم الدین صاحب) نے خطبہ ارشاد فرمایا۔ مسجد میں صرف ایک تقریب نکاح منعقد ہوا۔

شعبہ تصنیف و تالیف کے تحت ڈاکٹر صاحب ؒ کے منتخب نصاب (تفصیلی ویڈیو) حصہ سوم درس (14) مسلمانوں کی سیاسی و ملی زندگی کے بنیادی اصول، پارٹ (9,10,8,7) کی ویڈیوز، اور حصہ سوم درس نمبر (10) تعمیر سیرت کی اساسات، پارٹ (2,1)، مذکورہ دونوں حصوں کی مکمل نظر ثانی، فورمیٹنگ اور تصحیح کی گئی۔ علاوہ ازیں آئینہ انجمن (ماہ جولائی 2025ء) کو مکمل کیا، اور آئینہ انجمن ماہ جولائی کے لیے ایک ڈیزائن تیار کیا گیا۔ اسی طرح آئینہ انجمن کی تصحیح کی گئی۔ آئینہ انجمن کے لیے ''ماہ محرم الحرام: اسلامی سال آغاز'' کے عنوان سے ایک مضمون تحریر کیا گیا۔

میرا گھر میری ذمہ داری لیکچرز چہارم کی تصحیح، تخریج اور مکمل ایڈیٹنگ کی گئی۔ جبکہ پیغام قرآن کے تحت سورۃ الحشر کی کمپوزنگ اور میرا گھر میری ذمہ داری لیکچرز پنجم پر کام جاری ہے۔

شعبہ سوشل میڈیا کے تحت درج ذیل امور انجام دیے گئے: ''ویڈیوز پروڈکشن''، ''ابلیس کی مجلس شوریٰ''، ''فکر اقبال''، ''سمر کیمپ قرآن اکیڈمی یاسین آباد: جھلکیاں''، ''محرم الحرام 4 کلپ ڈاکٹر اسرار احمد ؒ''، ''فیملی کورس ڈاکٹر بلال فلپس (انگریزی + اردو)''، ''ڈاکٹر بلال فلپس پروگرام کوریج''، ''موبائل فون اور سوشل میڈیا''، ''گھریلو اسرہ: سیمپل پریزینٹیشن''، اور ''خطاب جمعہ نگران انجمن 64 کلپس'' تیار کیے گئے۔

## قرآن اکیڈمی کورنگی

رجوع الی القرآن کورس سال 26-2025 میں 25 حضرات اور 45 خواتین تسلسل کے ساتھ شرکت کر رہے ہیں۔ دوراں ماہ خصوصی محاضرات کے ذیل میں ''محرم الحرام (فضائل و مسائل)'' (استاذ عاطف محمود صاحب)، علامہ اقبال کی نظم ''ابلیس کی مجلس شوریٰ'' (استاذ مولانا حافظ عابد مستعان صاحب، بذریعہ ویڈیو)، ''دین کا ہمہ گیر تصور'' اور اسی طرح ''دینی فرائض کا جامع تصور و مسلمان خواتین کے دینی فرائض'' (استاذ محمد ہاشم صاحب) کے دروس ہوئے۔

مدرسة القرآن للحفظ والقراءة قرآن اکیڈمی کورنگی للبنین والبنات میں شعبہ بنین کے درجہ حفظ 49 جبکہ درجہ قاعدہ و ناظرہ میں 98 طلبہ اور شعبہ بنات میں 129 طالبات، جبکہ بڑی عمر کی خواتین کی ناظرہ قرآن میں 26 خواتین زیرِ تعلیم ہیں۔

شعبہ بنین کے درجہ حفظ اور درجہ ناظرہ قرآن کے ایک ایک طالب علم نے تکمیلِ قرآن کی سعادت حاصل کی۔

شعبہ بنین کے درجہ حفظ میں ''عقیدہ ختمِ نبوت اور ہماری ذمہ داری''، شعبہ بنات میں ناظرہ قرآن کی طالبات کے لیے ''فضائل ذوالحجہ''، اور ''حدیث کے حوالے سے ارکانِ اسلام، گفتگو کے آداب اور قرآن مجید کے حقوق و تعارف'' اور ناظرہ قاعدہ کی طالبات کے لیے ''ساتھیوں کے آداب''، ''حج کے آداب'' اور ''گھر کے اندر اور گھر کے باہر کے آداب'' اسی طرح درجہ ناظرہ کی خواتین کے لیے ''محرم الحرام، کرنے کے کام'' کے موضوعات پر خصوصی لیکچرز منعقد کیے گئے۔

حلقات و دورات دینیہ کے ضمن میں شعبہ خواتین کے لیے ''سورۃ الرحمٰن'' اور ''سورۃ العصر'' کے موضوعات پر تربیتی لیکچر منعقد کیے گئے، اسی طرح شعبہ خواتین کے تحت جاری امورِ خانہ داری و تربیتی کورس کی کلاسز میں 15 طالبات شرکت کر رہی ہیں۔

موسم گرما کی تعطیلات میں طلبہ طالبات کے لیے 4 ہفتوں پر مشتمل اسلامک سمر کیمپ میں تقریباً 35 طلبہ اور 25 طالبات نے شرکت کی۔ کورس کے اختتام پر طلبہ و طالبات کو اسناد و تحائف دیے گئے۔

دعوت و تبلیغ کے ضمن میں قرآن اکیڈمی کورنگی سے متصل جامع مسجد طیبہ میں ہفتہ وار درسِ قرآن (صدر انجمن خدام القرآن، سندھ جناب انجینئر نعمان اختر صاحب) ہر جمعرات بعد نمازِ عصر منعقد ہوتا ہے۔ جس میں 50 حضرات شرکت کرتے ہیں۔

تنظیم اسلامی کورنگی شرقی کے تحت ''عربی گرامر برائے قرآن فہمی'' کی کورس (حافظ ریان بن نعمان اختر صاحب) جاری ہے۔ جس میں 15 حضرات شرکت کر رہے ہیں۔

تقریبِ نکاح کا انعقاد ہوا۔

## دی ہوپ اسلامک اسکول

اسکول میں موسم گرما کی تعطیلات جاری ہیں۔

## قرآن انسٹیٹیوٹ گلستان جوہر

رجوع الی القرآن کورس میں رواں ماہ خصوصی محاضرات کے ذیل میں، My Way to Islam (Dr Bilal Philips)، ابلیس کی مجلس شوریٰ (حافظ مولانا عابد مستعان صاحب) کے آن لائن دروس ہوئے، نیز رجوع الی القرآن کورس کے طلبہ اور طلبات کو تین اکیڈمیز کا دورہ بھی کروایا گیا۔

بعد نماز فجر درس قرآن و حدیث (جناب ندیم گیلانی اور قاری غلام اکبر صاحبان)، بعد نماز ظہر اصلاحی خطبات اور خلاصہ مضامین قرآن (جناب جمیل صاحب اور غضنفر عمر صاحب)، بعد نماز عصر درس حدیث (جناب قاری غلام اکبر صاحب) اور بعد نماز فجر تجوید (قاری زاہد احمد صاحب) جاری ہیں۔ رواں ماہ مختصر عربی گرامر کورس برائے قرآن فہمی کا اختتام ہوا، جس میں 17 طلبہ کو سرٹیفیکٹ دیے گئے، نیز 12 جولائی بروز ہفتہ سے ہفتہ وار قرآن فہمی کورس (برائے حضرات و خواتین) کا آغاز ہوا، اور 7 جولائی سے whatspp پر عربی گرامر کا (th-batch4) کا آغاز ہوا، جس میں تقریباً 1480 حضرات نے داخلہ لیا۔ رواں ماہ خطاب جمعہ کی سعادت مدیر ادارہ جناب ڈاکٹر انوار علی صاحب اور حافظ راسب وسیم صاحب نے حاصل کی۔

مدرسۃ القرآن برائے قاعدہ و ناظرہ میں تقریباً 45 طلبہ زیر تعلیم ہیں۔۔

## قرآن انسٹیٹیوٹ لطیف آباد

رجوع الی القرآن کورس میں اس ماہ دو اسپیشل لیکچرز ''محرم الحرام فضائل و مسائل'' (استاذ: یاسر شیخ صاحب)، جبکہ ایک آن لائن لیکچرز ''ابلیس کی مجلس شوریٰ'' (استاذ: حافظ عابد مستعان صاحب) منعقد ہوئے۔

بچوں اور بچیوں کے لیے موسم گرما کی تعطیلات میں صبح کے اوقات میں سمر کورس، اور اساتذہ کے لیے "Muslim Identity For Teachers" کورس بحسن خوبی مکمل ہوا۔

بروز اتوار بچوں اور بچیوں کے لیے مطالعہ قرآن حکیم کی کلاسز، اور شام کے اوقات میں شارٹ کورس ''فہم القرآن'' ماہ جولائی میں اختتام پذیر ہوگا، جس کے بعد اگلے ماہ سے ویک اینڈ کورس کا انعقاد کیا جائے گا۔

مدرسۃ القرآن برائے قاعدہ و ناظرہ میں اور بعد نمازِ مغرب بالغان کے لیے قاعدہ و ناظرہ قرآن کی تعلیم اور بروز جمعہ بعد نمازِ مغرب تذکیر بالقرآن کے تحت درسِ قرآن کا سلسلہ جاری ہے۔

## قرآن انسٹیٹیوٹ بحریہ ٹاؤن

قرآن انسٹیٹیوٹ بحریہ ٹاؤن کراچی میں رجوع الی القرآن کورس سال اول کے تحت دو خصوصی لیکچرز My way to Islam، (ڈاکٹر بلال فلپس)، اور علامہ اقبال کی معرکۃ الآرا نظم ''ابلیس کی مجلس شوریٰ'' (حافظ عابد مستعان صاحب) منعقد ہوئے۔

اس ماہ خصوصی بیان مسلمانوں کے زوال اور عروج کے طریقہ کار کے حوالے سے ''The Revival of Muslim Umma'' میں حضرات و خواتین نے بھرپور شرکت کی۔

مدرسۃ القرآن کے زیر اہتمام درجہ حفظ و ناظرہ کی کلاسز جاری ہیں۔ رواں ماہ بچوں کے لیے ''قرآن وحدیث کی روشنی میں والدین کے حقوق'' اور ''حسد و جلن سے بچنے کی ترغیب'' تربیتی سیشن منعقد کیا گیا۔

انجمن کے تحت سمر کیمپ اختتام پذیر ہوا، جس میں دعائیں، احادیث اور سیرت النبی ﷺ سے متعلق لیکچرز شامل تھے۔ ایک خصوصی لیکچر فرسٹ ایڈ پر دیا گیا جس میں ایمرجنسی صورت جیسے زلزلہ، سیلاب، اور گھر میں کسی کو اٹیک ہو تو بچے کس طرح ڈیل کریں، بچوں کے لیے آرٹ اینڈ کرافٹ کی سرگرمیاں رکھیں گئیں، اور 18 سال سے زائد عمر کی بچیوں کو گھر داری سے متعلق لیکچرز دیے گئے۔

اس ماہ درجۂ حفظ و ناظرہ کے بچوں کے درمیان حسن قراءت کا مقابلہ منعقد ہوا، اس مقابلے کا بنیادی مقصد بچوں میں خود اعتمادی پیدا کرنا اور قرآن مجید کو خوبصورتی سے پڑھنے کا شوق و جذبہ بڑھانا تھا۔

## قرآن مرکز لانڈھی

مدرسۃ القرآن للحفظ والقراءۃ للبنین والبنات میں شعبہ بنین کے درجہ حفظ میں 59 جبکہ درجہ قاعدہ و ناظرہ میں 44 طلبہ اور شعبہ بنات میں 54 طالبات زیر تعلیم ہیں۔ دوران ماہ 2 طلبہ نے حفظ کی تکمیل کی۔

ماہ رواں میں طلبہ کے لیے عاشورا اور محرم کے عنوان پر ایک خصوصی نشست کا اہتمام ہوا جس میں مسئول مدرسہ حافظ محمد لقمان صاحب نے خطاب کیا۔ اسی طرح طالبات کے لیے 4 ہفتوں پر مشتمل اسلامک سمر کیمپ کی تکمیل ہوئی۔ جس میں 30 طالبات شریک رہیں۔ کورس کے اختتام پر طالبات کو شرکت کا سرٹیفکیٹ بھی جاری کیا گیا۔

شعبہ دعوت و تبلیغ کے تحت سورۃ بنی اسرائیل کا مطالعہ جاری ہے۔ امیر لانڈھی تنظیم و ناظم مرکز محترم محمد ہاشم صاحب درس کی ذمہ داری ادا فرماتے ہیں۔

ماہانہ درس قرآن وحدیث کے سلسلے میں جناب محترم انجینئر عمیر نواز صاحب نے ''اسلام کا عالمی غلبہ اور کرنے کا کام'' کے موضوع پر خصوصی بیان فرمایا۔

مؤسس: ڈاکٹر اسرار احمدؒ

نگران انجمن خدام القرآن: شجاع الدین شیخ حفظہ اللہ

فیملی کورس

فیملی کورس

# حلقات و دورات دینیہ

## Short Courses

## عربی گرامر برائے قرآن فہمی کورس

عربی گرامر کے بنیادی قواعد وضوابط کی اس حد تک تعلیم کہ قرآنِ حکیم کے مفہوم کو سمجھا جا سکے، مزید برآں چند سورتوں کے ترجمے کی مشق

اوقاتِ تدریس صبح 11 تا دن 11:55 بجے

اہلیت برائے داخلہ حضرات وخواتین (کم از کم تعلیمی قابلیت: انٹرمیڈیٹ)

## مطالباتِ قرآن

سورۃ العصر اور اس کی تشریح پر مشتمل قرآنِ حکیم کے منتخب مقامات کا مطالعہ کروایا جاتا ہے تاکہ دینِ اسلام کا جامع تصور اور ایک مسلمان پر دینِ اسلام کے تقاضے اچھی طرح سے واضح ہو سکیں۔

اوقاتِ تدریس دن 12:05 تا دوپہر 1 بجے

اہلیت برائے داخلہ حضرات وخواتین (کم از کم تعلیمی قابلیت: انٹرمیڈیٹ)

## آغاز 09 اگست 2025ء بروز: ہفتہ

QAY

WhatsApp Channel

**قرآن اکیڈمی یٰسین آباد**

شارع قرآن اکیڈمی، بلاک 9، فیڈرل بی ایریا کراچی

0331-7292223

@QuranAcademyYaseenabad @QAYaseenabad QAYaseenabad QuranAcademyYaseenabad www.QuranAcademy.edu.pk

# شعبۂ ملٹی میڈیا

خطباتِ جمعہ (محترم شجاع الدین شیخ صاحب) :

ماہِ جولائی 2025ء میں محترم شجاع الدین شیخ صاحب کے درج ذیل موضوع پر ہونے والے خطبہ جمعہ کی ویڈیو ریکارڈنگ کی گئی جسے انجمن اور تنظیم اسلامی کی ویب سائٹ اور سوشل میڈیا پر شائع کیا گیا :

| | |
|---|---|
| زنا کی روک تھام --- حیا اور گھرانوں کی حفاظت --- مگر کیسے | اسرائیل نامنظور! مگر کیوں ؟ دینی، تاریخی اور اخلاقی پہلو |
| ناجائز صیہونی ریاست کا بھوک کو بطور ہتھیار استعمال کرنے کی درندگی اور امت کی بے حسی | |

خطباتِ جمعہ (محترم انجینئر نعمان صاحب):

ماہِ جولائی 2025ء میں محترم انجینئر نعمان صاحب کے درج ذیل موضوع پر ہونے والے خطباتِ جمعہ کی آڈیو ریکارڈنگ کی گئیں جنھیں انجمن کے ویب سائٹ پر اپلوڈ کیا گیا :

| | |
|---|---|
| کیا پاکستان اسرائیل کو تسلیم کرلے | گھاٹے کا سودا |
| دین اسلام میں شہادت کا مرتبہ، قرآن حکیم میں شہادت کا فلسفہ اور کرنے کا اصل کام | |

خطباتِ جمعہ (محترم ڈاکٹر انوار علی صاحب) :

ماہِ جولائی 2025ء میں محترم ڈاکٹر انوار علی صاحب کے درج ذیل موضوع پر ہونے والے خطباتِ جمعہ کی آڈیو ریکارڈنگ کی گئیں جنھیں انجمن کے ویب سائٹ پر اپلوڈ کیا گیا :

| | |
|---|---|
| دجال کا ہتھیار : بے حیائی اور فحاشی | مطالعہ سورۃ الکھف حصہ ششم |
| مطالعہ سورۃ الکھف حصہ ہفتم | مطالعہ سورۃ الکھف حصہ ہشتم |

درسِ قرآن :

ماہِ جولائی 2025ء میں نگرانِ انجمن کے 2 مختصر درس ''درسِ قرآن'' کو ارسال کیے گئے۔ علاوہ ازیں ماہ جولائی 2025ء میں امیرِ محترم کے خطبہ جمعہ سے لیے گئے مختصر دورانیے کے (وڈیو کلپس) کی کل تعداد آٹھ رہی۔

Youth Meetup :

ماہِ جولائی میں جناب آصف حمید صاحب کا نوجوانوں سے خطاب ہوا، اور جناب ڈاکٹر بلال فلیپس صاحب نے بھی قرآن اکیڈمی ڈیفنس کے مسجد ہال میں خطابِ عام کیا جسے ریکارڈ اور براہِ راست نشر کیا، اور ایڈیٹنگ کے بعد بھی قرآن چینل پر نشر کیا گیا۔ اور اسی پروگرام کے لیے Backdrop بھی بنایا گیا۔

عربی گرامر کورس :

محمد نعمان کے عربی گرامر کورس کی ریکارڈنگ کی 3 کلاسز ایڈٹ کی گئی۔ جبکہ محفلِ حسنِ قراءت 2025 کے پانچ حصے نشر کیے گئے۔

معاونت :

معمار مسجد جامع القرآن میں ملٹی میڈیا کی جانب سے IT, Audio, Video & Installation وغیرہ میں معاونت رہی۔

<u>31 جولائی 2025</u>

## اک ستارہ تھا وہ

روضہ نبوی ﷺ کے قریب ترین بیٹھے بیٹھے اچانک یادوں کی دنیا میں کھو گیا۔ نا معلوم کس نکتے سے مناسبت پا کر یادوں یادوں میں ایک خوشنما کرن کوندنے لگی جو اپنے اس بزرگ مرحوم ساتھی راحیل گوہر صدیقی کے تصور سے مزین تھی۔ اتفاق سے ٹھیک ایک سال قبل یعنی 31 جولائی 2024 کو ہی ان کی وفات ہوئی تھی۔

بے ساختہ بول اٹھا کہ اے اللہ! اپنے حبیب پاک کے صدقے اور وسیلے سے ہمارے اس ساتھی کی مغفرت فرما، اسے اعلیٰ علیین کے مکان میں بسا دے کہ جن کا مقدر ہمیشہ کی فوز و فلاح سے ہمکنار ہو چکا ہوتا ہے۔

جہاں ان سے متعلق بہترین یادوں نے دماغ کو معطر کیا کہ عمر کے آخری ایام میں بھی وہ صرف دعوی دار طالب علم نہ تھے، بلکہ عملاً حصول علم کے لیے ہر وقت بالفعل کوشاں رہتے، اور اپنے علم میں اضافے کی خاطر مختلف کتب کی بابت باقاعدہ راہ نمائی لیتے۔ امید ہے کہ انھیں اللہ کے ہاں ایک مہان کا مستقر نصیب ہوا ہوگا۔

ان کی شخصیت ہمارے لیے مشعل راہ تھی کہ بیسیوں عوارض کے باوجود دینی عزم میں ذرہ برابر مایوسی یا کمزوری نہ دکھاتے۔

ان کے تصور ہی سے زبان بے اختیار بول اٹھتی ہے:

آتی ہی رہے گی تیرے انفاس کی خوشبو
گلشن تیری یادوں کا مہکتا ہی رہے گا

مسؤل شعبہ تصنیف و تالیف
مفتی امان اللہ خان

مؤسس: ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ

نگران انجمن خدام القرآن: شجاع الدین شیخ حفظہ اللہ

فیملی کورس

فیملی کورس

# حلقات و دورات دینیہ

## Short Courses

# علم و عمل کورس

بچوں اور بچیوں کی دینی تعلیم و تربیت کے لیے مربوط نصاب

### برائے طلبہ

- مطالعہ قرآن حکیم
- غیر نصابی سرگرمیاں
- سیرتِ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و سیرت صحابہ و صحابیات رضی اللہ عنہم
- طہارت و نماز
- گرافک ڈیزائننگ

### برائے طالبات

- مطالعہ قرآن حکیم
- بیان سیرت
- طہارت و نماز
- میرا گھر میری ذمہ داری
- خود آگاہی/خود احتسابی
- آداب زندگی
- Gems of Quran
- A Conversation with Allah
- My Home My Responsibility
- The Real Heroes
- Workshops / Calligraphy & Educational Activities
- Physical activities/ Games
- Self Evaluation

## آغاز 09 اگست 2025ء بروز: ہفتہ

اوقاتِ تدریس: صبح 11 تا دوپہر 1 بجے

اہلیت برائے داخلہ: 8 تا 14 سال کے طلبہ | 8 تا 20 سال کی طالبات

QAY
WhatsApp Channel

قرآن اکیڈمی یٰسین آباد
شارع قرآن اکیڈمی، بلاک 9، فیڈرل بی ایریا کراچی
0331-7292223

@QuranAcademyYaseenabad | @QAYaseenabad | QAYaseenabad | QuranAcademyYaseenabad | www.QuranAcademy.edu.pk

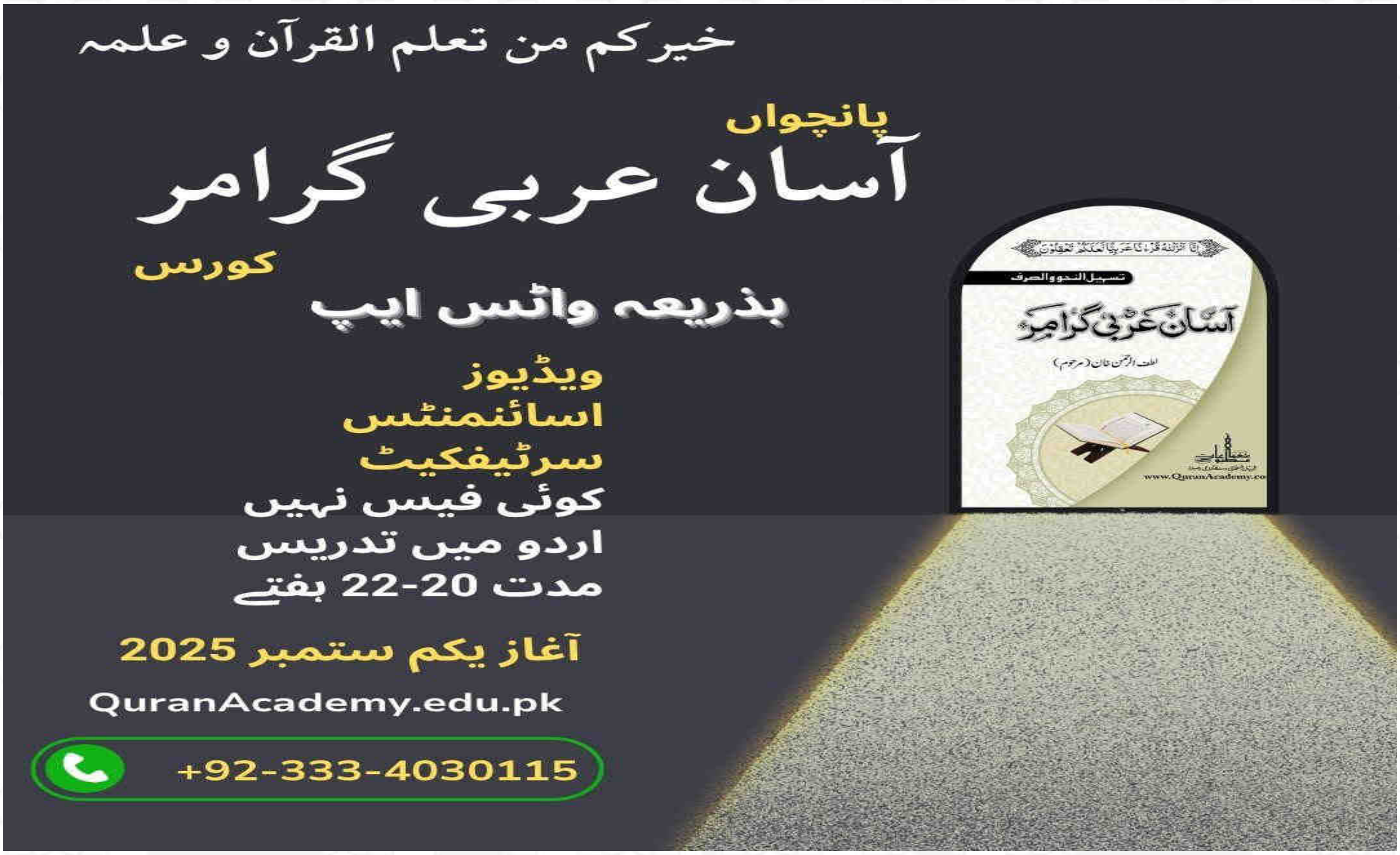

خیرکم من تعلم القرآن و علمہ
پانچواں
آسان عربی گرامر
کورس
بذریعہ واٹس ایپ
ویڈیوز
اسائنمنٹس
سرٹیفکیٹ
کوئی فیس نہیں
اردو میں تدریس
مدت 20-22 ہفتے
آغاز یکم ستمبر 2025
QuranAcademy.edu.pk
+92-333-4030115

مؤسس: ڈاکٹر اسرار احمد رحمہ اللہ
نگران: شجاع الدین شیخ
زیر اہتمام: انجمن خدام القرآن
سندھ، کراچی رجسٹرڈ
نصاب:
حجیتِ حدیث
اصولِ حدیث
کتبِ حدیث کا مختصر تعارف
علوم القرآن
اُصول التفسیر
چند مشہور تفاسیر کا مختصر تعارف
(صرف حضرات کے لیے)
بنیادی علومِ دینیہ کورس
کورس کا آغاز
16 اگست 2025ء بروز ہفتہ
کلاس کے اوقات
ہفتہ میں ایک دن صبح 10 بجے تا 12 بجے
داخلہ
داخلہ انٹرویو کے بعد دیا جائے گا
نوٹ: رجوع الی القرآن کورس کے فارغ التحصیل طلبہ کو ترجیح دی جائے گی۔
بمقام
قرآن اکیڈمی کورنگی
متصل طیبہ مسجد، سیکٹر 35/A، زمان ٹاؤن،
کورنگی نمبر 4، کراچی 021-35074664
رابطہ:
+92 332 0200999

SHORT COURSES FOR LADIES

# حلقات و دورات دینیہ

(برائے خواتین)

داخلے جاری ہیں

| | | |
|---|---|---|
| احکام النساء | خواتین کے لیے دینی احکام | پیر<br>سہ پہر 3:30 تا 5:00 بجے |
| قرآن اب آسان | عربی گرامر کے قواعد کے ذریعے قرآن مجید کا ترجمہ | منگل اور جمعہ<br>سہ پہر 3:00 تا 5:00 بجے |
| تجوید القرآن | قرآنِ مجید کی صحیح تلفّظ کے ساتھ ادائیگی کے قواعد | بدھ<br>صبح 10:00 تا دوپہر 12:00 بجے |
| تزکیۂ نفس | تزکیہ کا مفہوم و مقصد اور باطنی بیماریوں کا بیان | جمعرات<br>سہ پہر 3:00 تا 4:30 بجے |
| قرآن اب آسان (پارٹ 2) | عربی گرامر کے قواعد کے ذریعے قرآن مجید کا ترجمہ | ہفتہ<br>سہ پہر 3:00 تا 5:00 بجے |
| تدبّر القرآن | قرآنِ مجید کا سلسلہ وار ترجمہ و تفسیر | بدھ<br>سہ پہر 3:00 تا 4:00 بجے |
| دراساتِ دینیہ (سال اوّل و دوم) | وفاق المدارس سے ملحق دراساتِ دینیہ کورس | ہفتہ<br>صبح 8:45 تا دوپہر 1:00 بجے |

قرآن اکیڈمی ڈیفنس

مسجد جامع القرآن، اسٹریٹ 34،
خیابانِ راحت، ڈیفنس فیز 6، کراچی

www.QuranAcademy.edu.pk
0312-6107451 | 021-35340022

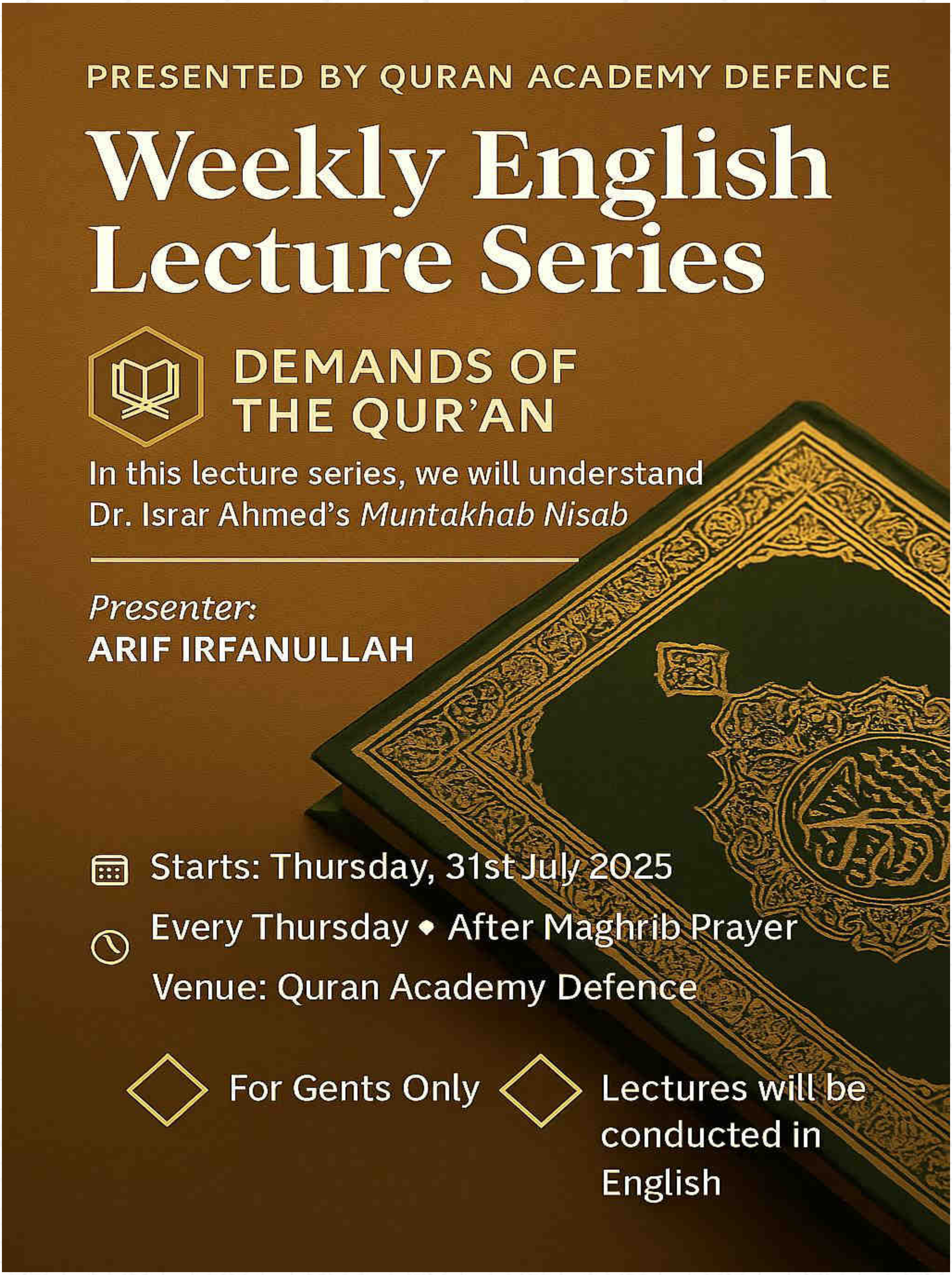
PRESENTED BY QURAN ACADEMY DEFENCE
Weekly English Lecture Series
DEMANDS OF THE QUR'AN
In this lecture series, we will understand Dr. Israr Ahmed's Muntakhab Nisab
Presenter:
ARIF IRFANULLAH
Starts: Thursday, 31st July 2025
Every Thursday • After Maghrib Prayer
Venue: Quran Academy Defence
For Gents Only
Lectures will be conducted in English

# انجمن خدّام القرآن اغراض و مقاصد

انجمن خدّام القرآن
سندھ، کراچی، رجسٹرڈ

انجمن خدام القرآن سندھ، کراچی کے قیام کا مقصد منبع ایمان اور سرچشمۂ یقین قرآن حکیم کے علم و حکمت کی وسیع پیمانے اور اعلیٰ علمی سطح پر تشہیر و اشاعت ہے۔ تاکہ اُمت مسلمہ کے فہیم عناصر میں تجدید ایمان کی ایک عمومی تحریک برپا ہوجائے اور اس طرح اسلام کی نشأۃ ثانیہ اور غلبۂ دینِ حق کے دورِ ثانی کی راہ ہموار ہوسکے۔

انجمن خدّام القرآن سندھ، کراچی کے اغراض و مقاصد:

- عربی زبان کی تعلیم و ترویج۔
- قرآن مجید کے مطالعے کی عام ترغیب و تشویق۔
- علومِ قرآنی کی عمومی نشر و اشاعت۔
- ایسے نوجوانوں کی مناسب تعلیم و تربیت جو تعلّم و تعلیم قرآن کو اپنا مقصدِ زندگی بنالیں، اور
- ایک ایسی قرآن اکیڈمی کا قیام جو قرآنِ حکیم کے فلسفہ و حکمت کو وقت کی اعلیٰ ترین علمی سطح پر پیش کرسکے۔

☆☆☆

مرکزی دفتر انجمن خدّام القرآن 375 – B، علامہ شبیر احمد عثمانیؒ روڈ، بلاک 6، گلشن اقبال، کراچی۔ فون نمبر 7 – 34993436 – 021